دین میں تقلید کا مسئلہ

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

نعمان پبلیکیشنز

فهرست عناوین

☆☆☆

پیش لفظ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین، أمابعد:

آنکھیں بند کرکے، بے سوچے سمجھے، بغیر دلیل اور بغیر حجت کے کسی غیر نبی کی بات ماننا (اور اسے اپنے آپ پر لازم سمجھنا) تقلید (مطلق) کہلاتا ہے۔

تقلید کی ایک قسم تقلید شخصی ہے جس میں مقلِد زبانِ حال سے (عملاً) یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ''مسلمانوں پر ائمہ اربعہ (مالک، شافعی، احمد اور ابوحنیفہ) میں سے صرف ایک امام (مثلاً پاکستان و ہندوستان میں امام ابوحنیفہ) کی (بے دلیل واجتہادی آراء کی) تقلید واجب (ضروری) ہے اور باقی تین اماموں کی تقلید حرام ہے۔''

تقلید کی یہ دونوں قسمیں باطل و مردود ہیں جیسا کہ قرآن، حدیث، اجماع اور آثارِ سلف صالحین سے ثابت ہے۔

اُستادِ محترم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے تقلید (شخصی و غیر شخصی) کے رد پر ایک تحقیقی مضمون لکھا، جسے ''الحدیث حضرو'' کی پانچ قسطوں میں شائع کیا گیا (عدد: ۸ تا ۱۲)

اب افادۂ عام کے لئے اس تحقیقی مضمون کو معمولی اصلاح اور اضافے کے ساتھ عامۃ المسلمین کی خیرخواہی کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو تقلید کے اندھیروں سے نکال کر: قرآن، حدیث اور اجماع پر علیٰ فہم السلف الصالحین گامزن فرمادے۔ آمین.

واللّٰہ علیٰ کل شئٍ قدیر.

تنبیہ: اہلِ حدیث (محدثین اور ان کے عوام) کا آلِ تقلید (مثلاً دیوبندی، بریلوی اور ان جیسے دوسرے لوگوں) کے ساتھ ایمان، عقائد اور اُصول کے بعد ایک بنیادی اختلاف مسئلۂ تقلیدِ شخصی پر ہے۔ تقلیدی حضرات اس بنیادی اختلافی موضوع سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے اور چالاکی سے تقلیدِ مطلق پر بحث و مباحثہ اور مناظرے جاری رکھتے ہیں مگر تقلیدِ شخصی پر کبھی بحث و مباحثہ اور تحقیق کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اشرف علی تھانوی

صاحب، جن کے پاؤں دھوکر پینا (دیوبندیوں کے نزدیک) نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔[دیکھئے تذکرۃ الرشید ج ۱ص ۱۱۳] فرماتے ہیں:

''مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی نہیں ہوا۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ص ۱۳۱)

تقلیدِ شخصی کے بارے میں محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ کوئی شرعی حکم نہیں تھا، بلکہ ایک انتظامی فتویٰ تھا۔''

(تقلید کی شرعی حیثیت ص ۶۵ طبع ششم ۱۴۱۳ھ)

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس غیر شرعی حکم کو ان لوگوں نے اپنے آپ پر واجب قرار دیا اور کتاب وسنت سے دُور ہوتے گئے۔

احمد یار نعیمی (بریلوی) لکھتے ہیں:

''شریعت وطریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں''

(جاء الحق ج ۱ص ۲۲۲ طبع قدیم، بدعت کی قسموں کی پہچانیں اور علامتیں)

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے بدعتی ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود، بدعات کی تقسیم کرکے بعض بدعات کو اپنے سینوں پر سجائے بیٹھے ہیں۔

اب تقلید (شخصی وغیر شخصی) پر تفصیلی وبادلیل رد کے لئے اس کتاب ''دین (اسلام) میں تقلید کا مسئلہ'' کا مطالعہ شروع کریں۔ وما علینا إلا البلاغ

فضل اکبر کاشمیری

(۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین میں تقلید کا مسئلہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی رسوله الأمين ، أما بعد :

اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے درمیان ایک بنیادی اختلاف : مسئلہ تقلید ہے۔ اس مضمون (کتاب) میں مسئلہ تقلید کا جائزہ اور آخر میں ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب کے شبہات ومغالطات کا جواب پیشِ خدمت ہے۔

تقلید پر بحث کرنے سے پہلے اس کا مفہوم جاننا انتہائی ضروری ہے۔

تقلید کا لغوی معنی:

لغت کی ایک مشہور کتاب ''المعجم الوسیط'' میں لکھا ہوا ہے:

''و ــــ(قلّد)ــــ فلاناً: اتبعه فيما يقول أو يفعل ، من غير حجة ولا دليل ''

ترجمہ: اور فلاں کی تقلید کی: بغیر حجت اور دلیل کے اس کے قول یا فعل کی اتباع کی۔

(ص ۷۵۴، مطبوعہ: دار الدعوۃ، مؤسسۃ ثقافیۃ استنبول، ترکی)

دیوبندیوں کی لغت کی مستند کتاب ''القاموس الوحید'' میں لکھا ہوا ہے :

'' قلّد.. فلاناً : تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا''

(ص ۱۳۴۶، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی)

''التقلید: بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی (۲) نقل (۳) سپردگی''

(القاموس الوحید ص ۱۳۴۶)

''مصباح اللغات'' میں لکھا ہوا ہے :

'' وقلّده في كذا: اس نے اس کی فلاں بات میں بغیر غور وفکر کے پیروی کی'' (ص ۷۰۱)

عیسائیوں کی ''المنجد'' میں ہے :

'' قلّده في كذا : کسی معاملے میں بلا غور وفکر کسی کی پیروی کرنا''

(المنجد، عربی اردو ص ۸۳۱ مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی)

"حسن اللغات (جامع) فارسی اردو" میں لکھا ہوا ہے:

"۔۔۔(۴) بے دلیل کسی کی پیروی کرنا" (ص ۲۱۶)

جامع اللغات اردو میں ہے:

"تقلید: پیروی کرنا، قدم بقدم چلنا، بغیر تحقیق کے کسی کی پیروی کرنا"

(ص ۱۶۶ مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی)

لغت کی ان تعریفات وتشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ (دین میں) بے سوچ سمجھے، آنکھیں بند کر کے، بغیر دلیل، بغیر حجت اور بغیر غور وفکر کسی شخص کی (جو نبی نہیں ہے) پیروی و اتباع کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے اور بھی معانی ہیں، تاہم دین میں تقلید کا یہی مفہوم ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

تقلید کا اصطلاحی معنی:

حنفیوں کی معتبر کتاب "مسلم الثبوت" میں لکھا ہوا ہے:

" التقلید : العمل بقول الغیر من غیر حجة کأخذ العامي والمجتهد من مثله ، فالرجوع إلی النبي علیه الصلٰوة والسلام أو إلی الإجماع لیس منه وکذا العامي إلی المفتي والقاضي إلی العدول لا یجاب النص ذلک علیهما لکن العرف علی أن العامي مقلد للمجتهد ، قال الإمام : وعلیه معظم الأصولیین " إلخ

تقلید: (نبی ﷺ کے علاوہ) غیر (یعنی امتی) کے قول پر بغیر حجت (دلیل) کے عمل (کا نام) ہے۔ جیسے عامی (جاہل) اپنے جیسے عامی اور مجتہد دوسرے مجتہد کا قول لے لے۔ پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اس (تقلید) میں سے نہیں ہے۔ اور اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا (تقلید میں

سے نہیں ہے) کیونکہ اسے نص (دلیل) نے واجب کیا ہے لیکن عرف یہ ہے کہ عامی مجتہد کا مقلد ہے۔ امام (امام الحرمین : من الشافعیۃ) نے کہا: اور اسی (تعریف) پر علمِ اصول کے عام علماء (متفق) ہیں۔ الخ

(مسلم الثبوت ص ۲۸۹ طبع ۱۳۱۶ھ و فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰)

حنفیوں کی معتبر کتاب ''فواتح الرحموت'' میں لکھا ہوا ہے :

" (فصل : التقليد العمل بقول الغير من غير حجة) متعلق بالعمل والمراد بالحجة حجة من الحجج الأربع وإلا فقول المجتهد دليله وحجته (كأخذ العامي)من المجتهد (و) أخذ (المجتهد من مثله فالرجوع إلى النبي عليه)وآله وأصحابه (الصلوٰة والسلام أو إلى الإجماع ليس منه)فإنه رجوع إلى الدليل (وكذا) رجوع (العامي إلى المفتي والقاضي إلى العدول) ليس هذا الرجوع نفسه تقليدًا وإن كان العمل بما أخذوا بعده تقليدًا (لا يجاب النص ذلك عليهما) فهو عمل بحجة لا بقول الغير فقط (لكن العرف) دل (على أن العامي مقلد للمجتهد) بالرجوع إليه (قال الإمام) إمام الحرمين (وعليه معظم الأصوليين) وهو المشتهر المعتمد عليه " إلخ

[فصل: تقلید غیر (غیر نبی) کے قول پر بغیر حجت کے عمل کو کہتے ہیں۔ یہ عمل سے متعلق ہے اور حجت سے (شرعی) ادلہ اربعہ مراد ہیں ورنہ اس (عامی) کے لئے تو مجتہد کا قول دلیل اور حجت ہوتا ہے۔ جیسے عامی مجتہد سے اور مجتہد دوسرے مجتہد سے لے (کر عمل کرے) پس نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ دلیل کی طرف رجوع ہے اور اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تقلید نہیں ہے اگرچہ بعد والوں نے اس عمل کو تقلید قرار دیا ہے۔ لیکن اس (تقلید نہ ہونے والے عمل) کا وجوب دلیل سے ثابت ہے لہٰذا یہ دلیل پر عمل ہے، غیر نبی کے قول پر عمل نہیں ہے لیکن (عوام کا) یہ عرف ہے کہ عامی مجتہد کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے اس کا مقلد ہے۔

امام الحرمین نے کہا:
عام علمائے اصول اس پر ہیں (کہ یہ تقلید نہیں ہے) اور یہ بات قابلِ اعتماد (و) مشہور ہے۔]
(فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت فی اصول الفقہ ج ۲ ص ۴۰۰)
ابن ہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) نے لکھا ہے :

" مسألة : التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبي ﷺ والإجماع منه "

مسئلہ: تقلید اس شخص کے قول پر بغیر دلیل کے عمل کو کہتے ہیں جس کا قول (چار) دلائل میں سے نہیں ہے، پس نبی ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید میں سے نہیں ہے۔
(تحریر ابن ہمام فی علم الاصول ج ۳ ص ۴۵۳)
اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن امیر الحاج (حنفی، متوفی ۸۷۹ھ) نے لکھا ہے:

(مسألة : التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج) الأربع الشرعية (بلا حجة منها فليس الرجوع إلى النبي ﷺ والإجماع منه) أي من التقليد ، علىٰ هذا لأن كلاً منها حجة شرعية من الحجج الأربع ، وكذا ليس منه علىٰ هذا عمل العامي بقول المفتي و عمل القاضي بقول العدول لأن كلاً منهما وإن لم يكن إحدى الحجج فليس العمل به بلا حجة شرعية لا يجاب النص أخذ العامي بقول المفتي، وأخذ القاضي بقول العدول .."

(کتاب التقریر والتحبیر فی علم الاصول ج ۳ ص ۴۵۳، ۴۵۴)
[تنبیہ: اس کلام کے ترجمے کا خلاصہ بھی وہی ہے جو سابقہ عبارت کا ہے (دیکھئے ص ۹، ۱۰)
یعنی نبی ﷺ کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے۔]
قاضی محمد اعلیٰ تھانوی حنفی (متوفی ۱۱۹۱ھ) نے لکھا ہے :

" التقليد :.. الثاني العمل بقول الغير من غير حجة وأريد بالقول ما يعم الفعل و التقرير تغليباً ولذا قيل في بعض شروح الحسامي

التقليد اتباع الإنسان غيره فيمايقول أو يفعل معتقدًا للحقية من غير نظر إلى الدليل كأن هذا المتبع جعل قول الغير أو فعله قلادة في عنقه من غير مطالبة دليل كأخذ العامي والمجتهد بقول مثله أي كأخذ العامي بقول العامي و أخذ المجتهد بقول المجتهد و علٰى هذا فلا يكون الرجوع إلى الرسول عليه الصلٰوة والسلام تقليدًا له وكذا إلى الإجماع وكذا رجوع العامي إلى المفتي أي إلى المجتهد وكذا رجوع القاضي إلى العدول في شهادتهم لقيام الحجة فيها فقول الرسول بالمعجزة والإجماع بما تقرر من حجته و قول الشاهد والمفتي بالإجماع .." إلخ (کشاف اصطلاحات الفنون ج ۲ ص ۱۱۷۸)

[تنبیہ: اس قول کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے اور اسی طرح عامی کا مجتہد کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔]

علی بن محمد بن علی الجرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) نے کہا:

" (التقليد) عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة ولا دليل "

تقلید عبارت ہے (رسول اللہ ﷺ کے علاوہ) غیر کے قول کو بغیر حجت و بغیر دلیل کے قبول کرنا۔ (کتاب التعریفات ص ۲۹)

محمد بن عبدالرحمٰن عیدالمحلاوی الحنفی نے کہا:

" التقليد .. وفي الإصطلاح هو العمل بقول الغير من غير حجة من الحجج الأربع فيخرج العمل بقول الرسول ﷺ والعمل بالإجماع لأن كلاً منهما حجة و خرج أيضاً رجوع القاضي إلٰى شهادة العدول لأن الدليل عليه مافي الكتاب والسنة من الأمر بالشهادة والعمل بها وقد وقع الإجماع علٰى ذلک .."

(تسہیل الوصول الی علم الاصول ص ۳۲۵)

[تنبیہ: اس عبارت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تقلید نہیں ہے۔]

محمد عبید اللہ الاسعدی نے کہا:

''تقلید (الف) تعریف،

① لغوی: گلے میں کسی چیز کا ڈالنا

② اصطلاحی: کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا

تقلید کی اصل حقیقت یہی ہے، لیکن فقہاء کے نزدیک اس کا مفہوم ہے ''کسی مجتہد کے تمام یا اکثر اصول وقواعد یا تمام یا اکثر جزئیات کا اپنے آپ کو پابند بنا لینا''

(اصول الفقہ ص ۲۶۷، اس کتاب پر محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے تقریظ لکھی ہے)

قاری چن محمد دیوبندی نے لکھا ہے :

''اور تسلیم القول بلا دلیل یہی تقلید ہے یعنی کسی قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا، مان لینا یہی تقلید ہے''

(غیر مقلدین سے چند معروضات ص ۱ عرض نمبر ۱، مطبوعہ: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ، موضع حمید رنزد حضرو ضلع اٹک)

مفتی سعید احمد پالن پوری دیوبندی نے لکھا ہے:

''کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس تعریف کی رُو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہو گیا۔ کیوں کہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے۔ مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے''

(آپ فتویٰ کیسے دیں؟ ص ۷۶ مطبوعہ: مکتبہ نعمانیہ ۳۶ جی لانڈھی، کراچی نمبر ۳۰)

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے :

''ایک صاحب نے عرض کیا کہ تقلید کی حقیقت کیا ہے اور تقلید کسکو کہتے ہیں؟ فرمایا: تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، عرض کیا کہ کیا اللہ اور رسول کے قول کو ماننا بھی تقلید کہلائیگا؟ فرمایا کہ: اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے''

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۵۹ ملفوظ: ۲۲۸)

سرفراز خان صفدر دیوبندی گکھڑوی لکھتے ہیں:

''اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصطلاحی طور پر تقلید کا یہ مطلب ہے کہ جس کا قول حجت نہیں اس کے قول پر عمل کرنا مثلاً عامی کا عامی کے قول اور مجتہد کا مجتہد کے قول کو لینا جو حجت نہیں ہے۔ بخلاف اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ آپ کا فرمان تو حجت ہے اور اسی طرح اجماع بھی حجت ہے اور اسی طرح عام آدمی کا مفتی کی طرح رجوع کرنا فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ الآية کے تحت واجب ہے اور اسی طرح قاضی کا مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اور يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ کی نصوص کے تحت عدول کیطرف رجوع کرنا بھی تقلید نہیں ہے کیونکہ شرعاً ان کا قول حجت ہے۔'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۵، ۳۶ طبع صفر المظفر ۱۴۱۳ھ)

مفتی احمد یار نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''مسلم الثبوت میں ہے: **التقليد العمل بقول الغير من غير حجة** ترجمہ وہ ہی جو اوپر بیان ہوا اس تعریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ انکا ہر قول و فعل دلیل شرعی ہے تقلید میں ہوتا ہے۔ دلیل شرعی کو نہ دیکھنا لہٰذا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی کہلائیں گے نہ کہ مقلد۔ اسی طرح صحابہ کرام و آئمہ دین حضور علیہ السلام کے امتی ہیں نہ کہ مقلد اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لئے حجت نہیں بناتا، بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات مانتا ہے کہ مولوی آدمی ہیں کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے۔'' (جاء الحق ج ۱ ص ۱۶ طبع قدیم)

غلام رسول سعیدی بریلوی نے لکھا ہے:

''تقلید کے معنی ہیں دلائل سے قطع نظر کر کے کسی امام کے قول پر عمل کرنا اور اتباع سے یہ مراد ہے کہ کسی امام کے قول کو کتاب و سنت کے موافق پا کر اور دلائل شرعیہ سے ثابت جان کر اس قول کو اختیار کر لینا۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۶۳ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

سعیدی صاحب نے مزید لکھا ہے:

''شیخ ابو اسحاق نے کہا: بلا دلیل قول کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا تقلید ہے۔۔۔لیکن رسول اللہ ﷺ کے قول کی طرف رجوع کرنا یا مجتہدین کے اجماع کی طرف رجوع کرنا یا عام آدمی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا یا قاضی کا گواہوں کے قول پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔''
(شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۲۹)

سعیدی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''امام غزالی نے لکھا ہے کہ **التقلید هو قبول قول بلا حجة**: تقلید کسی قول کو بلا دلیل قبول کرنا ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۳۰)

سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''تقلید کی جس قدر تعریفات ذکر کی گئی ہیں ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ دلیل جانے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا تقلید ہے۔'' (ایضاً ص ۳۳۰)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء و اتباع اور چیز ہے اور تقلید اور چیز ہے۔''
(المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص ۳۵ طبع نہم جمادی الثانیہ ۱۳۹۵ھ جون ۱۹۷۵ء)

تنبیہ: اس طے شدہ بات کے خلاف سرفراز خان صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہ:

''تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۳۲)

معلوم ہوا کہ وادیٔ تناقض و تعارض میں سرفراز خان صاحب غوطہ زن ہیں۔

خلاصہ: حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں کی ان تعریفات و تشریحات سے ثابت ہوا:

① آنکھیں بند کر کے، بے سوچے سمجھے، بغیر دلیل اور بغیر حجت کے کسی غیر نبی کی بات ماننا تقلید ہے۔

② قرآن، حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے۔ جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

③ تقلید اور اتباع بالدلیل میں فرق ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں: '' **وجملته أن التقليد هو**

قبول القول من غير دليل ''بغیر دلیل کے قول کو قبول کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔
(الفقیہ والمتفقہ ج ۲ص ٦٦)

حافظ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں :

''وقال أبوعبدالله بن خويز منداد البصري المالكي : التقليد معناه في الشرع الرجوع إلى قول لاحجة لقائله عليه وذلك ممنوع منه في الشريعة، والإتباع ما ثبت عليه حجة''

شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ جو (بات) دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ص ۱۱۷ دوسرا نسخہ ج ۲ص ۱۴۳ واعلام الموقعین لابن القیم ج ۲ص ۱۹۷، الرد علی من اخلد الی الارض وجھل ان الاجتھاد فی کل عصر فرض للسیوطی ص ۱۲۳)

تنبیہ: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ''الدیباج المذہب'' سے ابن خویز منداد (محمد بن احمد بن عبداللہ، متوفی ۳۹۰ھ تقریباً) پر جرح نقل کی ہے۔ (الکلام المفید ص ۳۳، ۳۴)

عرض ہے کہ ابن خویز منداد اس قول میں منفرد نہیں ہے بلکہ حافظ ابن عبدالبر، حافظ ابن القیم اور علامہ سیوطی اس کے موافق ہیں۔ وہ اس کے قول کو بغیر کسی جرح کے نقل کرتے ہیں بلکہ سرفراز خان صفدر اپنے ایک قول میں ابن خویز منداد کے موافق ہیں، دیکھئے راہِ سنت (ص ۳۵)

دوسرے یہ کہ ابن خویز مذکور پر شدید جرح نہیں ہے بلکہ '' ولم يكن بالجيد النظر ولا قوي الفقه ''وغیرہ الفاظ ہیں۔ دیکھئے الدیباج المُذہب (ص ۳۶۳ ت ۴۹۱) ولسان المیزان (۲۹۱/۵)

ابو الولید الباجی اور ابن عبدالبر کا طعن بھی صریح نہیں ہے، دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (ج ۲۷ص ۲۱۷) والوافی بالوفیات للصفدی (۳۹/۲ ت ۳۳۹)

ابن خویز منداد کے حالات درج ذیل کتابوں میں بھی ہیں:

طبقات الفقہاء للشیرازی (ص ۱۶۸) ترتیب المدارک للقاضی عیاض (۶۰۶/۴)

معجم المؤلفین (۳/ ۷۵)

حنفی وبریلوی ودیوبندی حضرات ایسے لوگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں جن کی عدالت وذات پر بعض محدثین کرام کی شدید جرحیں ہیں مثلاً:

(۱) قاضی ابو یوسف (۲) محمد بن الحسن الشیبانی (۳) حسن بن زیاد اللؤلؤی (۴) عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی وغیرہم دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان وغیرہما۔

جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی (متوفی ۸٦۴ھ) نے کہا:

"والتقليد : قبول قول القائل بلا حجة ، فعلٰى هذا قبو ل قول النبي (لا) يسمٰى تقليدًا "

اورتقلید یہ ہے کہ کسی قائل (غیر نبی) کے قول کو بغیر حجت کے تسلیم کیا جائے، پس اس طرح نبی (ﷺ) کا قول تقلید نہیں کہلاتا۔ (شرح الورقات فی علم اصول الفقہ ص ۱۴)

ابن الحاجب النحوی المالکی (متوفی ٦۴٦ھ) نے کہا:

" فالتقليد العمل بقول غير ک من غير حجة وليس الرجوع إلى قوله ﷺ و إلى الإجماع والعامي إلى المفتي والقاضي إلى العدول بتقليد لقيام الحجة ولا مشاحة في التسمية "

پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اورآپ ﷺ کے قول اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے (اوراسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے اورتسمیہ (نام رکھنے) میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ (منتہی الوصول والامل فی علمی الاصول والجدل ص ۲۱۸، ۲۱۹)

علی بن محمد الآمدی الشافعی (متوفی ٦۳۱ھ) نے کہا:

" أما (التقليد) فعبارة عن العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة .. فالرجوع إلى قول النبي عليه السلام وإلٰى ما أجمع عليه أهل العصر من المجتهدين ورجوع العامي إلٰى قول المفتي وكذلک عمل القاضي بقول العدول لايكون تقليدًا "

تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجتِ لازمہ کے عمل کرنا۔ پس نبی علیہ السلام اور مجتہدینِ عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ج ۴ص ۲۲۷)

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے کہا:

"التقليد هو قبول قول بلا حجة" تقلید، بلا دلیل، کسی قول کو قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ (المستصفی من علم الاصول ج ۲ص ۳۸۷)

حافظ ابن القیم نے کہا:

"وأما بدون الدليل فإنما هو تقليد"

اور جو بغیر دلیل کے ہو وہ تقلید (کہلاتا) ہے۔ (اعلام الموقعین ج ۱ص ۷)

عبداللہ بن احمد بن قدامہ الحنبلی نے کہا:

"وهو في عرف الفقهاء قبول قول الغير من غير حجة أخذًا من هذا المعنى فلا يسمى الأخذ بقول النبي ﷺ والإجماع تقليدًا .."

اور یہ (تقلید) عرفِ فقہاء میں غیر کا قول بغیر حجت کے قبول کرنا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے نبی ﷺ کا قول اور اجماع تسلیم کرنا تقلید نہیں کہلاتا۔

(روضۃ الناظر وجنۃ المناظر ج ۲ص ۴۵۰)

ابن حزم الاندلسی الظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

"لأن التقليد على الحقيقة إنما هو قبول ما قاله قائل دون النبي ﷺ بغير برهان، فهذا هو الذي أجمعت الأمة على تسميته تقليدًا وقام البرهان على بطلانه"

حقیقت میں تقلید، نبی ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ تعریف ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہوا ہے کہ تقلید اسے کہتے ہیں۔ اور اس کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہے۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ج ۶ص ۲۶۹)

حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے کہا:

" وقدانفصل بعض الأئمة عن ذلک بأن المراد بالتقلید أخذ قول الغیر بغیر حجة، ومن قامت علیه حجة بثبوت النبوة حتٰی حصل له القطع بها، فمهما سمعه من النبي ﷺ کان مقطوعاً عنده بصدقه فإذا اعتقده لم یکن مقلدًا لأنه لم یأخذ بقول غیره بغیر حجة وهذا مستند السلف قاطبة فی الأخذ بما ثبت عندهم من آیات القرآن و أحادیث النبي ﷺ فیما یتعلق بهذا الباب فآمنوا بالمحکم من ذلک و فوضوا أمر المتشابه منه إلٰی ربهم"

بعض اماموں نے اس سے (اس مسئلے کو) الگ کیا ہے کیونکہ تقلید سے مراد یہ ہے کہ غیر کے قول کو بغیر حجت (ودلیل) کے لیا جائے۔ اوراس پر نبوت کے ثبوت کے ساتھ حجت قائم ہوحتیٰ کہ اسے یقین حاصل ہو جائے، پس اس نے نبی ﷺ سے جو سنا وہ اس کے نزدیک یقیناً سچا ہے، پس اگر وہ یہ عقیدہ رکھے تو مقلد نہیں ہے کیونکہ اس نے غیر کے قول کو بغیر دلیل کے تسلیم نہیں کیا اور تمام سلف (صالحین) کا یہی پُراعتماد طریقۂ کار ہے کہ اس باب میں، قرآن وحدیث میں سے جو معلوم ہے اسے لیا جائے۔ پس وہ محکمات پر ایمان لائے اور متشابہات کا معاملہ اپنے رب کے سپرد کیا (کہ وہی بہتر جانتا ہے۔)

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۵۱ تحت ح ۷۳۷۲)

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں :

" والتقلید لیس بعلم باتفاق أهل العلم " اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔

(اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۸۸)

خلاصہ: حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں وشافعیوں و مالکیوں وحنبلیوں وظاہریوں اور شارحینِ حدیث کی ان تعریفات سے معلوم ہوا :

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ بغیر حجت وبغیر دلیل والی بات کو (بغیر سوچے سمجھے، اندھا دھند) تسلیم کرنا۔

(مقلدین کی) ایک چالاکی:

جدید دور میں دیوبندی و بریلوی حضرات یہ چالاکی کرتے ہیں کہ تقلید کا معنی ہی بدل دیتے ہیں تاکہ عوام الناس کو تقلید کا اصل مفہوم معلوم نہ ہو جائے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

① محمد اسماعیل سنبھلی نے کہا:

''کسی شخص کا کسی ذی علم بزرگ اور مقتدائے دین کے قول و فعل کو محض حسنِ ظن اور اعتماد کی بنا پر شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کرنا اور عمل کرنے کے لئے اس مجتہد پر اعتماد کی بنیاد پر دلیل کا انتظار نہ کرنا اور دلیل معلوم ہونے تک عمل کو ملتوی نہ کرنا اصلاح میں تقلید کہلاتا ہے''

(تقلید ائمہ اور مقام ابوحنیفہ ص ۲۴، ۲۵)

② محمد زکریا کاندھلوی تبلیغی دیوبندی نے کہا:

''کیونکہ تقلید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کر لینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر کہ اس مجتہد کے پاس دلیل ہے۔''

(شریعت و طریقت کا تلازم ص ۶۵)

③ محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

''چنانچہ علامہ ابن ہمام اور علامہ ابن نجیم ''تقلید'' کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

التقليد العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج بلا حجة منها.

(تیسیر التحریر لامیر بادشاہ البخاری ج ۴ ص ۲۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ و فتح الغفار شرح المنار لابن نجیم ج ۲ ص ۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۵۵ھ)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کر لینا'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۴ طبع ششم رجب ۱۴۱۳ھ)

اس ترجمہ اور حوالے میں دو چالاکیاں کی گئی ہیں:

اول: بلا حجۃ (بغیر دلیل) کا ترجمہ ''دلیل کا مطالبہ کئے بغیر'' کر دیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں مطالبے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

دوم: باقی عبارت چھپالی گئی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ نبی ﷺ اور اجماع کی طرف

رجوع، عامی کا مفتی (عالم) سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔

④ ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا:

''حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا'' (الاقتصاد ص ۵) تقلید کی اس تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایۃ ہے۔''

(تحقیق مسئلہ تقلید ص ۳ و مجموعہ رسائل ج ا ص ۱۹ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

⑤ محمد ناظم علی خان قادری بریلوی نے کہا:

''قرآن کی آیات مجمل و مشکل بھی ہیں، اس میں کچھ آیات قضیہ ہیں۔ بعض آیات بعض سے متعارض بھی ہیں۔ صورت تطبیق اور طریقہ اندفاع اسے معلوم نہیں، اسے تردد واشتباہ پیدا ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان محض اپنے ذہن وفکر اور عقل خالص ہی سے کام نہ لے، بلکہ کسی متبحر عالم و مجتہد کی اقتداء اور پیروی کرے، اس کی طرف راہ وسبیل تلاش کرے کسی غیر کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ ہے تقلید شخصی جو عہد رسالت اور دورِ صحابہ سے ہے۔''

(تحفظ عقائد اہلِ سنت ص ۸۰۶ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

⑥ سعید احمد پالن پوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''علماء سے مسائل پوچھنا، پھر اس کی پیروی کرنا ہی تقلید ہے''

(تسہیل: ادلۂ کاملہ ص ۸۲ مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ کراچی)

تقلید کی اس من گھڑت اور بے حوالہ تعریف سے معلوم ہوا کہ دیوبندی و بریلوی عوام جب اپنے عالم (مولوی صاحب) سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ اس عالم کے مقلد بن جاتے ہیں۔ سعید احمد صاحب سے مسئلہ پوچھنے والے حنفی نہیں رہتے بلکہ سعید احمدی (یعنی سعید احمد صاحب کے مقلدین) بن جاتے ہیں؟!

یہ سب تعریفات خانہ ساز ہیں جن کا ثبوت علمائے متقدمین سے نہیں ملتا۔ ان

تعریفات کو تحریفات کہنا صحیح ہے۔

تقلید کا صرف یہی مفہوم ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی غیر کی بے دلیل بات کو، جو ادلہ اربعہ میں سے نہیں ہے، حجت مان لینا، اس تعریف پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

تنبیہ: لغت میں تقلید کے دیگر معنی بھی ہیں، بعض علماء نے ان لغوی معنوں کو بعض اوقات استعمال کیا ہے مثلاً:

۱: ابوجعفر الطحاوی، حدیث ماننے کو تقلید کہتے ہیں، مثلاً وہ فرماتے ہیں: ''**فذھب قوم إلٰی ھذا الحدیث فقلّدوہ**'' پس ایک قوم اس (مرفوع) حدیث کی طرف گئی ہے، پس انھوں نے اس (حدیث) کی تقلید کی ہے۔

(شرح معانی الآثار ۴/۳ کتاب البیوع باب بیع الشعیر بالحنطۃ متفاضلاً)

گزشتہ صفحات پر حنفیوں و مالکیوں و شافعیوں و حنبلیوں کی کتابوں سے مفصل نقل کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی بات (یعنی حدیث) ماننا تقلید نہیں ہے۔ لہٰذا امام طحاوی کا حدیث پر تقلید کا لفظ استعمال کرنا غلط ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ حدیثیں مانتے تھے تو کیا اب یہ کہنا صحیح ہوگا کہ امام ابوحنیفہ مجتہد نہیں بلکہ مقلد تھے؟ جب وہ حدیثیں مان کر مقلد نہیں بنتے تو دوسرا آدمی حدیث مان کر کس طرح مقلد ہوسکتا ہے؟

۲: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**ولا یقلّد أحد دون رسول اللہ ﷺ**'' اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔

(مختصر المزنی، باب القضاء بحوالہ الرد علی من اخلد الی الارض للسیوطی ص ۱۳۸)

یہاں پر تقلید کا لفظ بطورِ مجاز استعمال کیا گیا ہے۔ امام شافعی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کی بات بلا دلیل قبول نہیں کرنی چاہئے۔

تقلید کے مفہوم کا خلاصہ: جیسا کہ سابقہ صفحات میں عرض کردیا گیا ہے کہ غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھ بند کرکے، بے سوچے سمجھے ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

تقلید کی دو قسمیں مشہور ہیں:

① تقلید غیر شخصی (تقلید مطلق)

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) بغیر کسی تعین وتخصیص کے غیر نبی کی بے دلیل بات کو آنکھیں بند کرکے، بے سوچے سمجھے مانتا ہے۔

تنبیہ: جاہل کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل حق اور صحیح ہے، یہ تقلید نہیں کہلاتا جیسا کہ گزشتہ صفحات پر باحوالہ گزر چکا ہے۔

بعض لوگ غلطی اور غلط فہمی کی وجہ سے اسے تقلید کہتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ایک جاہل آدمی جب تقی عثمانی دیوبندی یا غلام رسول سعیدی بریلوی سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتا ہے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص تقی عثمانی کا مقلد (تقی عثمانوی) یا غلام رسول کا مقلد (غلام رسولوی) ہے۔

۲ تقلید شخصی:

اس میں تقلید کرنے والا (مقلد) تعین وتخصیص کے ساتھ، نبی ﷺ کے علاوہ، کسی ایک شخص کی ہر بات (قول وفعل) کو آنکھیں بند کرکے، بے سوچے سمجھے، اندھا دھند مانتا ہے۔

تقلید شخصی کی دو قسمیں ہیں:

اول: ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی زندہ یا مردہ خاص شخص کی تقلید شخصی کرنا۔

دوم: ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد) میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی، یعنی بے سوچے سمجھے، اندھا دھند، آنکھیں بند کرکے ہر بات (قول وفعل) کی تقلید کرنا۔

اس دوسری قسم کی آگے دو قسمیں ہیں:

۱ یہ دعویٰ کرنا کہ ہم قرآن وحدیث واجماع واجتہاد مانتے ہیں، مسائل منصوصہ میں تقلید نہیں کرتے ہم صرف مسائل اجتہادیہ میں امام ابوحنیفہ اور حنفی مفتیٰ بہا مسائل کی تقلید کرتے ہیں۔اگر قرآن وحدیث کے خلاف امام کی بات ہو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔۔الخ

یہ دعویٰ جدید دیوبندی وبریلوی مناظرین مثلاً یونس نعمانی وغیرہ کا ہے۔

۲ تمام مسائل میں امام ابوحنیفہ اور حنفی مفتیٰ بہا مسائل کی تقلید کرنا، چاہے یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف اور غیر ثابت بھی ہوں۔مفتیٰ بہ قول کے مقابلے میں کتاب وسنت واجماع کو رد کردینا۔

یہی وہ تقلید ہے جو موجودہ دیوبندی و بریلوی عوام وعلماء کی اکثریت کر رہی ہے جیسا کہ آگے باحوالہ آ رہا ہے۔

تقلید بلا دلیل کی تمام قسمیں غلط و باطل ہیں لیکن تقلید کی یہ قسم انتہائی خطرناک اور گمراہی ہے۔ یہی وہ قسم ہے جس کی اہل حدیث و سلفی علماء وعوام سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔

ہمارے استاد حافظ عبدالمنان نور پوری، اس تقلید کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

''تقلید یعنی کتاب وسنت کے منافی کسی قول وفعل کو قبول کرنا یا اس پر عمل پیرا ہونا''

(احکام ومسائل ص ۵۸۱)

اُصولِ فقہ کے ماہر حافظ ثناء اللہ الزاہدی صاحب لکھتے ہیں:

" الإلتزام بفقه معين من الفقهاء والجمود عليه بكل شدة وعصبية ، والإحتيال بتصحيح أخطائه إن أمكن وإلا فالإصرار عليها ، مع التكلف بتضعيف ما صح من حيث الأدلة من رأى غيره من الفقهاء "

یعنی فقہاء میں سے ایک متعین (خاص) فقیہ کی فقہ کا، ہر شدت وتعصب پر جمود کے ساتھ التزام کرنا، اور جتنا ممکن ہو، اس کی غلطیوں کی تصحیح کے لئے حیلے (اور چالیں) کرنا اور اگر ممکن نہ ہو تو اسی پر اصرار کرنا، دوسرے فقہاء کی جو دلیلیں صحیح ثابت ہیں ان کی تضعیف کے لئے پورے تکلف کے ساتھ کوشاں رہنا۔

(تیسیر الاصول ص ۳۲۸، عربی عبارت کا مفہوم راقم الحروف کا لکھا ہوا ہے)

عین ممکن ہے کہ بعض دیوبندی و بریلوی حضرات اس ''تقلید شخصی'' کا انکار کر دیں لہٰذا آپ کی خدمت میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں:

۱: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

" إن المتبايعين بالخيار في بيعهما مالم يتفرقا أو يكون البيع خيارًا "

دکاندار اور گاہک کو اپنے سودے میں (واپسی کا) اختیار رہتا ہے جب تک دونوں (بلحاظِ جسم) جدا نہ ہو جائیں یا (ایک دوسرے کو) اختیار (دینے) والا سودا ہو۔ (نافع کہتے ہیں کہ): ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی پسندیدہ چیز خریدنا چاہتے تو اپنے (بیچنے والے) ساتھی سے (بلحاظِ جسم)

جدا ہو جاتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کم یجوز الخیار ح ۲۱۰۷ و صحیح مسلم: ۱۵۳۱)

حنفی حضرات یہ مسئلہ نہیں مانتے جبکہ امام شافعی و محدثین کرام ان صحیح احادیث کی وجہ سے اسی مسئلے کے قائل و فاعل ہیں۔

محمود الحسن دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

"یترجح مذهبه وقال: الحق والإنصاف أن الترجيح للشافعي في هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة والله أعلم"

یعنی: اس (امام شافعی) کا مذہب راجح ہے۔ اور (محمود الحسن نے) کہا: حق و انصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم (تقریر ترمذی ص ۳۶، نسخہ اُخریٰ ص ۳۹)

غور کریں کس طرح حق و انصاف کر چھوڑ کر اپنے مزعوم امام کی تقلید کو سینے سے لگا لیا گیا ہے۔ یہی محمود الحسن صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں:

"لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے"

(ایضاح الادلہ ص ۲۷۶ سطر: ۱۹ مطبوعہ: مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

محمود الحسن دیوبندی صاحب مزید فرماتے ہیں:

"کیونکہ قولِ مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے"

(تقاریر حضرت شیخ الہند ص ۲۴، الورد الشذی ص ۲)

جناب محمد حسین بٹالوی صاحب نے دیوبندیوں و بریلویوں سے تقلید شخصی کے وجوب کی دلیل مانگی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے محمود الحسن صاحب مطالبہ کرتے ہیں:

"آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوبِ اتباع محمدی ﷺ و وجوبِ اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔" (ادلہ کاملہ ص ۷۸)

۲: نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے شوہر نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"**ألا اشهدوا أن دمها هدر**" سن لو، گواہ رہو کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب رسول اللہ ﷺ ح۴۳۶۱ وسندہ صحیح)

اس حدیث اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی مسلک امام شافعی اور محدثین کرام کا ہے، جبکہ حنفیوں کے نزدیک شاتم الرسول کا ذمہ باقی رہتا ہے، دیکھئے الہدایہ (ج۱ص۵۹۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" وأما أبو حنيفة وأصحابه فقالوا : لا ينتقض العهد بالسب ولا يقتل الذمي بذلك لكن يعزر على إظهار ذلك .. " إلخ

ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب (شاگردوں و متبعین) نے کہا: (آپ ﷺ کو) گالی دینے سے معاہدہ (ذمہ) نہیں ٹوٹتا اور ذمی کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ یہ حرکت علانیہ کرے تو اسے تعزیر لگے گی۔۔۔ الخ (الصارم المسلول بحوالہ رد المحتار علی الدر المختار ج۳ص۳۰۵)

اس نازک مسئلے پر ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے :

" نعم نفس المؤمن تميل إلىٰ قول المخالف في مسئلة السب لكن اتباعنا للمذهب واجب "

جی ہاں، گالی کے مسئلہ میں مومن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج۵ص۱۱۵)

۳: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں :

"ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے پاس گئے اور پوچھا کہ تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: میں امام مالک کا مقلد ہوں دلیل ان سے جا کر پوچھو اگر مجھے دلائل معلوم ہوتے تو تقلید کیوں کرتا؟ تو وہ لوگ ساکت ہوگئے " (تقریر ترمذی اردو ص۳۹۹ مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ارسال: ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا ساکت: خاموش

۴: ایک روایت میں آیا ہے :

نبی ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے اور آپ (وتر کی) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان باتیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۱ ح ۶۸۰۳)

ایسی ایک روایت المستدرک للحاکم سے نقل کر کے انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

" ولقد تفكرت فيه قريباً من أربعة عشر سنة ثم استخرجت جوابه شافياً و ذلك الحديث قوي السند .."إلخ

اور میں نے اس حدیث (کے جواب) کے بارے میں تقریباً چودہ سال تفکر کیا ہے۔ پھر میں نے اس کا شافی (شفا دینے والا اور کافی) جواب نکال لیا۔ اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔ الخ (العرف الشذی ج ۱ ص ۱۰۷ واللفظ لہ، فیض الباری ج ۲ ص ۳۷۵ و معارف السنن للبنوری ج ۴ ص ۲۶۴ و درس ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴)

تفکر: سوچ بچار

۵: احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

"اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ہم یہ آیت و احادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں، احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں۔" (جاء الحق ج ۲ ص ۹۱ طبع قدیم)

نعیمی مذکور صاحب مزید لکھتے ہیں:

"کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قولِ امام ہے۔" الخ (جاء الحق ج ۲ ص ۹)

۶: ایک آدمی نے مفتی محمد (دیوبندی) [صاحبِ دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی] کو خط لکھا:

"ایک شخص تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، امام اگر سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرے تو تیسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق بھی سلام پھیرے یا نہیں؟ یہاں ایک صاحب بحث کر رہے ہیں کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو امام کی اقتداء نہیں رہے

گی۔آپ دلیل سے مطمئن کریں۔" (مجاہد علی خان۔کراچی)

دیوبندی صاحب نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا:

"جواب: مسبوق یعنی جو پہلی رکعت کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا وہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، اگر عمداً اسلام پھیر دیا تو نماز جاتی رہی، سہواً پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے، مسئلہ سے جہالت کی بناء پر پھیرا تو بھی نماز فاسد ہوگئی، عوام کے لئے دلائل طلب کرنا جائز نہیں، نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے، بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔"

(ہفت روزہ ضربِ مؤمن کراچی، جلد: ۳ شمارہ: ۱۵، ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ ۹ تا ۱۵، اپریل ۱۹۹۹ء ص ۶ کالم: آپ کے مسائل کا حل)

مفتی محمد صاحب مزید لکھتے ہیں:

"مقلد کے لئے اپنے امام کا قول ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔" (حوالہ مذکورہ)

۷: صحیح حدیث میں آیا ہے :

" من أدرک من الصبح رکعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح"

جس نے صبح کی ایک رکعت، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پالی تو اس نے یقیناً صبح (کی نماز) پالی۔ (البخاری: ۵۷۹ و مسلم: ۶۰۸)

فقہ حنفی اس صحیح حدیث کی مخالف ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی اس مسئلے پر کچھ بحث کر کے لکھتے ہیں:

"غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔ معہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قولِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے۔"

(ارشاد القاری الی صحیح البخاری ص ۴۱۲)

لدھیانوی صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"توسیع مجال کی خاطر اہلِ بدعت فقہ حنفی کو چھوڑ کر قرآن و حدیث سے استدلال

کرتے ہیں اور ارخاءعنان کے لئے ہم بھی یہ طرز قبول کر لیتے ہیں ورنہ مقلد کے لئے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔" (ارشاد القاری ص ۲۸۸)

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں :

"یہ بحث تبرعاً لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفہ مقلد نہیں" (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۰)

۸: قاضی زاہد الحسینی دیو بندی لکھتے ہیں :

"حالاں کہ ہر مقلد کے لئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے:**أما المقلد فمستنده قول المجتهد** ،

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن وسنت کا بطورِ دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظِ دیگر اپنے امام اور راہ نما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا۔" (مقدمہ کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبد القیوم حقانی ص ۲۶)

۹: عامر عثمانی کو کسی نے خط لکھا :

"حدیث رسولؐ سے جواب دیں۔"

عامر عثمانی صاحب نے اس کا جواب دیا :

"اب چند الفاظ اس فقرے کے بارے میں بھی کہہ دیں جو آپ نے سوال کے اختتام پر سپردِ قلم کیا ہے یعنی: "حدیث رسولؐ سے جواب دیں۔"

اس نوع کا مطالبہ اکثر سائلین کرتے رہتے ہیں ۔ یہ دراصل اس قاعدے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ مقلدین کے لئے حدیث وقرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ ائمہ وفقہاء کے فیصلوں اور فتووں کی ضرورت ہے۔"

(ماہنامہ تجلی دیو بند ج ۱۹ شمارہ: ۱۱، ۱۲ جنوری فروری ۱۹۶۸ء ص ۴۷، اصلی اہلسنت / عبد الغفور اثری ص ۱۱۶)

۱۰: شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں :

"مقلد کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے۔" (مکتوبات امام ربانی، مستند اردو ترجمہ ج ۱ ص ۶۰۱ مکتوب: ۲۸۶)

سرہندی صاحب نے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہا:

''جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتویٰ دیا ہو اور اشارہ وعقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے میں جرأت کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتویٰ کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں۔''

(مکتوبات ج ۱ ص ۷۱۸ مکتوب: ۳۱۲)

سرہندی مذکور نے خواجہ محمد پارسا کی فصول ستہ سے نقل کیا ہے :

''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔'' (مکتوبات اردو، ج ۱ ص ۵۸۵ مکتوبات: ۲۸۲)

۱۱: ابوالحسن الکرخی الحنفی نے کہا:

" الأصل إن كل آية تخالف قول أصحابنا فإنها تحمل على النسخ أوعلى الترجيح و الأولىٰ أن تحمل على التأويل من جهة التوفيق "

اصل یہ ہے کہ ہر آیت جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کرلی جائے۔

(اصول الکرخی: ۲۹ ومجموعہ قواعد الفقہ ص ۱۸)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں :

''(تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دوسال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں واللہ اعلم''

(تفسیر عثمانی ص ۵۴۸ سورہ لقمان، آیت ۱۴ حاشیہ: ۱۰)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے حضرات نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ حدیث اور نہ اجماع کو اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں، ان کی دلیل صرف قولِ امام ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ الدہلوی نے لکھا ہے :

" فإن شئت أن ترى أنموذج اليهود فانظر إلى علماء السوء من الذين

يطلبون الدنيا وقد اعتادوا تقليد السلف وأعرضوا عن نصوص الكتاب والسنة و تمسكوا بتعمق عالم و تشدده واستحسانه فاعرضوا كلام الشارع المعصوم و تمسكوا بأحاديث موضوعة وتاويلات فاسدة ، كانت سبب هلاكهم"

اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو (ہمارے زمانے کے) علمائے سوء کو دیکھو، جو دنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ، جو معصوم ہیں، کے کلام کو چھوڑ کر موضوع روایات اور فاسد تاویلوں کو گلے سے لگالیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہیں۔
(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰، ۱۱)

فخر الدین الرازی لکھتے ہیں :

"ہمارے استاد جو خاتم المحققین والمجتہدین ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے فقہائے مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انھیں کتاب اللہ کی بہت سی ایسی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انھوں نے (نہ) صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی"
(تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱ ج ۱۶ ص ۳۷ واصلی اہلسنت ص ۱۳۵، ۱۳۶)

تقلید اور مقلدین کا اصلی چہرہ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اب اس تقلید کا رد پیشِ خدمت ہے۔

تقلید کا رد قرآن مجید سے :

۱: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کر۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے ابطال (باطل ہونے) پر استدلال کیا ہے۔

(۱) ابو حامد محمد بن محمد الغزالی [المستصفیٰ من علم الاصول ۲/۳۸۹] (۲) السیوطی [الرد علی من اخلد الی الارض ص ۱۲۵ و ۱۳۰] (۳) ابن القیم [اعلام الموقعین ۲/۱۸۸]

۲: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

انھوں نے اپنے احبار (مولویوں) اور رہبان (پیروں) کو، اللہ کے سوا رب بنالیا۔ (سورۃ التوبہ:۳۱)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے رد پر استدلال کیا ہے۔

① ابن عبدالبر (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۰۹)

② ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام ج ۶ ص ۲۸۳)

③ ابن القیم (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۰)

⑤ السیوطی (باقرارہ، الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۲۰)

⑤ الخطیب البغدادی (الفقیہ والمتفقہ ج ۲ ص ۶۶)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وقد احتج العلماء بهذه الآيات في ابطال التقليد ولم يمنعهم كفر أولئك من الإحتجاج بها، لأن التشبيه لم يقع من جهة كفر أحدهما وإيمان الآخر ، وإنما و قع التشبيه بين المقلدين بغير حجة للمقلد .. "

علماء نے ان آیات کے ساتھ، ابطالِ تقلید پر استدلال کیا ہے۔ انھیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، راہنما) کی بات ماننے میں ہے۔" (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۱)

۳: رب العالمین فرماتا ہے: ﴿ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو (البقرۃ:۱۱۱، النحل:۶۴)

اس آیتِ کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے:

① ابن حزم (الاحکام ٦/٢٧٥)

② الغزالی (المستصفیٰ ٢/٣٨٩)

③ السیوطی (الرد علی من اخلد الی الارض ص ١٣٠)

دیگر دلائل کے لئے محولہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔

تقلید کا رد احادیث سے:

ا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تقلیدِ مذاہبِ اربعہ: بدعت ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا:

"وإنما حدثت هذه البدعة في القرن الرابع المذموم على لسان رسول الله ﷺ"

اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔ (اعلام الموقعین ٢/٢٠٨)

حافظ ابن حزم نے کہا: "إنما حدث التقليد في القرن الرابع"

تقلید (مذاہب اربعہ کی تقلید) چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے۔

(کتاب: ابطال التقلید، بحوالہ الرد علی من اخلد الی الارض ص ١٣٣)

بدعت کے بارے میں ارشاد نبوی (ﷺ) ہے:

"و كل بدعة ضلالة" اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ ح ٨٦٨ وترقیم دار السلام: 2005)

٢: گزشتہ صفحات پر باحوالہ عرض کر دیا گیا ہے کہ تقلیدِ مروج میں کتاب وسنت کے بجائے بلکہ کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا فقہ کی آراء واجتہادات کی پیروی کی جاتی ہے، نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے:

"فيبقى ناس جهال يستفتون فيفتون برأيهم فيضلون ويضلون"

پس جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب ما یذکر من ذم الرأی ح ٧٣٠٧)

تنبیہ: امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں :

"**حدثنا مطلب قال: حدثنا عبد الله قال.. وبه حدثني الليث قال قال يحيى بن سعيد: حدثني أبو حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل عن رسول الله ﷺ قال: إياكم و ثلاثة : زلة عالم وجدال منافق ودنيا تقطع أعناقكم ، فأما زلة عالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم وإن زل فلا تقطعوا عنه آما لكم .. "إلخ**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں سے بچو، عالم کی غلطی، منافق کا (قرآن لے کر) مجادلہ (جھگڑا) کرنا اور دنیا جو تمہاری گردنوں کو کاٹے گی۔ رہی عالم کی غلطی تو اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو دین میں اس کی تقلید نہ کرو، اور اگر وہ پھسل جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ الخ

(المعجم الاوسط ج۹ ص ۳۲۶، ۳۲۷ ح ۸۷۰۹، ۸۷۱۰)

روایت کی تحقیق: مطلب بن شعیب کی توثیق جمہور نے کی ہے. دیکھئے لسان المیزان (ج ۶ ص ۵۰) ابوصالح عبداللہ بن صالح کاتب اللیث: "**صدوق كثير الغلط ، ثبت في كتابه وكانت فيه غفلة**" ہے (التقریب: ۳۳۸۸) اس کی روایات صحیح بخاری (ح ۴، ۷۸۹۔۔) وغیرہ میں ہیں۔ لیث بن سعد: "**ثقة ثبت فقيه إمام مشهور**" ہیں۔ (التقریب: ۵۶۸۴)

یحیٰی بن سعید (الانصاری): ثقہ ثبت ہیں (التقریب: ۷۵۵۹) ابوحازم کا تعین نہیں ہو سکا، ممکن ہے اس سے مراد سلمہ بن دینار الاعرج: ثقہ عابد، ہو (التقریب: ۲۴۸۹) واللہ اعلم

عمرو بن مرہ: ثقہ عابد، کان لایدلس ورمي بالارجاء ہیں (التقریب: ۵۱۱۲)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں لیکن عمرو بن مرہ کی ان سے ملاقات نہیں ہے لہٰذا یہ سند منقطع ہے۔

(اور اصطلاح فقہاء میں: مرسل) ہے۔ اسے امام لالکائی نے "**عبدالله بن وهب : حدثني الليث (بن سعد) عن يحيى بن سعيد عن خالد بن أبي عمران عن أبي حازم عن عمرو بن مرة عن معاذ بن جبل (رضي الله عنه) أن رسول الله**

ﷺ قال..''إلخ کی سند سے روایت کیا ہے۔

(شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ ج ا ص ۱۱۶، ۱۱۷ ح ۱۸۳)

خالد بن ابی عمران: ''فقیه صدوق'' ہے۔(التقریب:۱۶۶۲)

معلوم ہوتا ہے کہ الاوسط کی سند سے خالد بن ابی عمران کا واسطہ گر گیا ہے۔ یہاں یہ بھی قرینہ ہے کہ اس سے پہلے روایات میں خالد مذکور کا واسطہ موجود ہے(الاوسط:۸۷۰۹، ۸۷۰۸)

نتیجہ: یہ سند ضعیف ہے۔

تنبیہ: لالکائی سے منسوب کتاب شرح اعتقاد اصول اہل السنۃ باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

۳: چونکہ تقلید کرنے والا کتاب وسنت کو رد کر دیتا ہے لہٰذا اتباع کتاب وسنت کی دلالت کرنے والی تمام آیات واحادیث کو تقلید کے ابطال پر پیش کرنا جائز ہے۔

تقلید کا رد اجماع سے:

صحابہ کرام اور سلف صالحین نے تقلید سے منع کیا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے، ان کا کوئی مخالف نہیں جو تقلید کو جائز کہتا ہو، لہٰذا خیر القرون میں اس پر اجماع ہے کہ تقلید ناجائز ہے۔

حافظ ابن حزم فرماتے ہیں:

" وقد صح إجماع جميع الصحابة رضي الله عنهم ، أولهم عن آخرهم، وإجماع جميع التابعين ، أولهم عن آخرهم على الامتناع والمنع من أن يقصد منهم أحد إلٰى قول إنسان منهم أو ممن قبلهم فيأخذه كله فليعلم من أخذ بجميع قول أبي حنيفة أو جميع قول مالك أو جميع قول الشافعي أو جميع قول أحمد بن حنبل رضي الله عنهم ممن يتمكن من النظر ، ولم يترك من اتبعه منهم إلٰى غيره قد خالف إجماع الأمة كلها عن آخرها واتبع غير سبيل المؤمنين، نعوذ بالله من هذه المنزلة وأيضاً فإن هؤلاء الأفاضل قد منعوا عن تقليدهم و تقليد غيرهم فقد خالفهم من قلدهم "

اول سے آخر تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اول سے آخر تک تمام تابعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی ﷺ کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہے۔ جو لوگ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے (یعنی تقلید) کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے، وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں۔ انھوں نے مومنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا مخالف ہے۔

(النبذۃ الکافیۃ فی احکام اصول الدین ص ۷۱ والرد علی من اخلد الی الارض للسیوطی ص ۱۳۱، ۱۳۲)

تقلید کا رد آثارِ صحابہ سے، رضی اللہ عنہم اجمعین:

۱: امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" أخبرنا أبو عبد الله الحافظ : ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب : ثنا محمد بن خالد : ثنا أحمد بن خالد الوهبي : ثنا إسرائيل عن أبي حصين عن يحيى بن وثاب عن مسروق عن عبد الله يعني ابن مسعود أنه قال: لا تقلدوا دينكم الرجال فإن أبيتم فبا لأموات لا بالأحياء"

مفہوم: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو، پس اگر تم (میری بات کا) انکار کرتے (یعنی منکر) ہو تو مُردوں کی (اقتداء) کرلو، زندوں کی نہ کرو۔

(السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اس ترجمے میں اقتداء کا لفظ طبرانی کی روایت کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۹ ص ۱۶۶ ح ۸۷۶۴)

۲: امام وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں:

" حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن معاذ قال: كيف أنتم عند ثلاث : دنيا تقطع رقابكم وزلة عالم وجدال منافق

بالقرآن ؟فسكتوا، فقال معاذ بن جبل : أما دنيا تقطع رقابكم فمن جعل الله غناه في قلبه فقد هدى ومن لا فليس بنافعته دنياه وأما زلة عالم ، فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم وإن فتن فلا تقطعوا منه آناتكم فإن المؤمن يفتن ثم يفتن ثم يتوب . .'' إلخ

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تین باتیں (رونما) ہوں گی تو تمہارا کیا حال ہوگا؟ دنیا جب تمہاری گردنیں توڑ رہی ہوگی، اور عالم کی غلطی اور منافق کا قرآن لے کر جھگڑا (اور مناظرہ) کرنا؟ لوگ خاموش رہے تو معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: گردن توڑنے والی دنیا (یعنی کثرت مال و دولت) کے بارے میں سنو، اللہ نے جس کے دل کو بے نیاز کر دیا وہ ہدایت پا گیا اور جو بے نیاز نہ ہوا تو اسے دنیا فائدہ نہیں دے گی، رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو اور اگر وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ مومن بار بار فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر (آخر میں) توبہ کر لیتا ہے۔۔۔ الخ

(کتاب الزہد ج ۱ ص ۲۹۹، ۳۰۰ ح ۷۱ و سندہ حسن)

شعبہ: ثقہ حافظ متقن ہیں (التقریب: ۲۷۹۰) عمرو بن مرہ کا ذکر گزر چکا ہے، عبداللہ بن سلمہ (المرادی): ''**صدوق تغير حفظه**'' ہیں (التقریب: ۳۳۶۴) عمرو بن مرہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت عبداللہ بن سلمہ نے تغیر سے پہلے بیان کی ہے دیکھئے مسند الحمیدی بتحقیقی (ق ۱/۴۳، ۴۴ ح ۵۷)

عمرو بن مرہ عن عبداللہ بن سلمہ کی سند کو درج ذیل محدثین نے صحیح و حسن قرار دیا ہے:

ابن خزیمہ (۲۰۸) و ابن حبان (موارد: ۷۹۶، ۷۹۷) والترمذی (۱۴۶) والحاکم (۱/۱۵۲، ۴/۱۰۷) والذہبی والبغوی و ابن السکن و عبدالحق الاشبیلی رحمہم اللہ۔

حافظ ابن حجر اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں: ''**والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة**'' اور حق یہ ہے کہ یہ حسن کی قسم میں سے ہے اور حجت (استدلال پکڑنے) کے قابل ہے۔ (فتح الباری ۱/۴۰۸ ح ۳۰۵)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:
کتاب الزہد لابی داود (ح ۱۹۳ وقال محققہ: اسنادہ حسن، دوسرا نسخہ ص ۱۷۷ وقال محققوہ: اسنادہ حسن) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۹۷/۵) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر (۱۳۶/۲ دوسرا نسخہ ۱۱۱/۲) الاحکام لابن حزم (۲۳۶/۶) اتحاف السادۃ المتقین (۳۷۷/۱، ۳۷۸ بلاسند) کنز العمال (۴۸/۶، ۴۹ ح ۴۳۸۸۱ بلاسند) العلل للدارقطنی (۸۱/۶س ۹۹۲)
اسے دارقطنی اور ابونعیم الاصبہانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن القیم نے فرمایا: "وقد صح عن معاذ" اور یہ معاذ سے صحیح (ثابت) ہے۔ (اعلام الموقعین ۲۳۹/۲)
تنبیہ بلیغ: صحابہ میں سے کوئی بھی اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کا مخالف نہیں ہے لہٰذا اس پر صحابہ کا اجماع ہے کہ تقلید نہیں کرنی چاہئے۔ والحمد للہ

تقلید کا رد سلف صالحین سے:

۱: امام (عامر بن شراحیل) الشعبی (تابعی، متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:
"ماحدثوک ھؤلاء عن رسول اللہ ﷺ فخذ بہ وما قالوہ برأیھم فألقہ فی الحش" یہ لوگ تجھے، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو اور جو (بات) وہ اپنی رائے سے (خلافِ کتاب وسنت) کہیں اسے کوڑے کرکٹ پر پھینک دو۔ (مسند الدارمی ۶۷/۱ ح ۲۰۶ وسندہ صحیح)
۲: امام حکم (بن عتیبہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"لیس أحد من الناس إلا وأنت آخذ من قولہ أو تارک إلا النبی ﷺ"
لوگوں میں سے ہر آدمی کی بات آپ لے بھی سکتے ہیں اور رد بھی کر سکتے ہیں سوائے نبی ﷺ کے (آپ کی ہر بات لینا فرض ہے)۔ (الاحکام لابن حزم ۲۹۳/۶ وسندہ صحیح)
۳: ابراہیم النخعی رحمہ اللہ کے سامنے کسی نے سعید بن جبیر (تابعی رحمہ اللہ) کا قول پیش کیا تو انھوں نے فرمایا:
"ما تصنع بحدیث سعید بن جبیر مع قول رسول اللہ ﷺ"؟

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید بن جبیر کے قول کو کیا کرو گے؟
(الاحکام لابن حزم ۲۹۳/۶ وسندہ صحیح)

۴: امام المزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" اختصرت هذا الكتاب من علم محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله و من معنى قوله لأ قربه على من أراده مع اعلاميه : نهيه عن تقليده و تقليد غيره ، لينظر فيه لحديثه ويحتاط فيه لنفسه "

میں نے یہ کتاب (امام) محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے علم سے مختصر کی ہے تاکہ جو شخص اسے سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ لے، اس کے ساتھ میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی نے اپنی تقلید اور دوسروں کی تقلید (دونوں) سے منع فرمادیا ہے تاکہ (ہر شخص) اپنے دین کو پیشِ نظر رکھے اور اپنے لئے احتیاط کرے۔ (الام / مختصر المزنی ص ۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" كل ماقلت . وكان عن النبي (ﷺ) خلاف قولي مما يصح فحديث النبي (ﷺ) أولى، ولا تقلدوني "

میری ہر بات جو نبی (ﷺ) کی صحیح حدیث کے خلاف ہو (چھوڑ دو) پس نبی (ﷺ) کی حدیث سب سے زیادہ بہتر ہے اور میری تقلید نہ کرو۔
(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱ وسندہ حسن)

۵: امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے (امام) احمد (بن حنبل) سے پوچھا: کیا (امام) اوزاعی، (امام) مالک سے زیادہ متبع سنت ہیں؟ انھوں نے فرمایا: "لا تقلد دينك أحدًا من هؤ لاء " إلخ اپنے دین میں، ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر۔ الخ (مسائل ابی داود ص ۲۷۷)

۶: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک دن قاضی ابو یوسف کو فرمایا:

" ويحك يا يعقوب ! لا تكتب كل ما تسمع مني فإني قد أرى الرأي اليوم و أتركه غدًا و أرى الرأي غدًا و أتركه بعد غدٍ "

اے یعقوب (ابو یوسف) تیری خرابی ہو، میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے۔ کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔ (تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۶۰۷ ت ۲۴۶۱ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۱۳/۴۲۴)

۷: امام ابو محمد القاسم بن محمد بن القاسم القرطبی البیانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے تقلید کے رد پر: "**كتاب الإيضاح في الرد على المقلدين**" لکھی۔

(سیر اعلام النبلاء ۱۳/۳۲۹ ت ۱۵۰)

۸: امام ابن حزم نے فرمایا: "**والتقليد حرام**" اور تقلید حرام ہے۔

(النبذة الكافية في احكام اصول الدين ص ۷۰)

اور فرمایا: "**والعامي والعالم في ذلك سواء، وعلى كل أحد حظه الذي يقدر عليه من الإجتهاد**" اور عامی و عالم (دونوں) اس (حرمتِ تقلید میں) برابر ہیں، ہر ایک اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق اجتہاد کرے گا۔ (النبذة الكافية ص ۷۱)

حافظ ابن حزم الظاہری نے اپنی عقیدے والی کتاب میں لکھا ہے: "**ولا يحل لأحد أن يقلد أحدًا، لا حيًا ولا ميتًا**" کسی شخص کے لئے تقلید کرنا حلال نہیں ہے، زندہ ہو یا مردہ (کسی کی بھی تقلید نہیں کرے گا)۔ (کتاب الدرة فيما يجب اعتقاده ص ۴۲۷)

معلوم ہوا کہ تقلید نہ کرنے کا مسئلہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔ والحمدللہ

۹: امام ابو جعفر الطحاوی (حنفی!؟) سے مروی ہے: "**وهل يقلد إلا عصبي أو غبي**" تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب اور بے وقوف ہوتا ہے۔ (لسان المیزان ۱/۲۸۰)

۱۰: عینی حنفی (!) نے کہا: "**فالمقلد ذهل والمقلد جهل وآفة كل شيء من التقليد**" پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایۃ شرح الہدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)

۱۱: زیلعی حنفی (!) نے کہا: "**فالمقلد ذهل والمقلد جهل**" پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔ (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۹)

۱۲: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تقلید کے خلاف زبردست بحث کرنے کے بعد فرمایا:

" وأما أن يقول قائل : إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان ، فهذا لا يقوله مسلم " اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۴۹)

امام ابن تیمیہ خود بھی تقلید نہیں کرتے تھے، دیکھئے اعلام الموقعین (ج ۲/ ۲۴۱، ۲۴۲)

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

"ولا يجب علىٰ أحد من المسلمين تقليد شخص بعينه من العلماء في كل مايقول، ولا يجب علىٰ أحد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول ﷺ في كل مايوجبه و يخبربه "

کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں، تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ، کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔ (مجموع فتاویٰ ۲۰/ ۲۰۹)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں :

" .. من نصب إمامًا فأوجب طاعته مطلقًا اعتقادًا أوحالًا فقد ضل في ذلك كأئمة الضلال الرافضة الإمامية "

جس شخص نے ایک امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت واجب قرار دے دی، چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً، تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے۔

(مجموع فتاویٰ ۱۹/ ۶۹)

۱۳: علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ ھ) نے ایک کتاب لکھی "كتاب الرد علىٰ من أخلد إلى الأرض و جهل أن الإجتهاد في كل عصر فرض " مطبوعہ: عباس احمد الباز، دار الباز مکۃ المکرّمہ، اس کتاب میں انھوں نے "باب فساد التقليد " کا باب باندھا ہے۔ (ص ۱۲۰) اور تقلید کا رد کیا ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں :

" والذي يجب أن يقال: كل من انتسب إلىٰ إمام غير رسول الله ﷺ

يو الي علىٰ ذلک ويعادي عليه فهو مبتدع خارج عن السنة والجماعة،
سواء كان في الأصول أوالفروع"

یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔
(الکنز المدفون والفلک المشحون ص:۱۴۹)

۱۴: الشیخ العالم الکبیر المحدث محمد فاخر بن محمد یحییٰ بن محمد امین العباسی السّلفی، الہ آبادی (پیدائش ۱۱۲۰ھ وفات ۱۱۶۴ھ) تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ کتاب وسنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔ (دیکھئے نزہۃ الخواطر ج۶ ص ۳۵۰ ت ۶۳۶)

امام محمد فاخر الہ آبادی فرماتے ہیں:

"تقلید کا معنی دلیل معلوم کئے بغیر کسی کے قول پر عمل کرنا ہے۔ کسی روایت کو قبول کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو تقلید نہیں کہتے، اہلِ علم کا اجماع ہے کہ اصولِ دین میں تقلید کرنا ممنوع ہے، جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے" (رسالہ نجاتیہ ص۴۱، ۴۲)

محدث فاخر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طالبِ نجات کے لئے لازم ہے کہ پہلے کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے اور اس بارہ میں کسی کے قول وفعل کی طرف قطعاً توجہ نہ دے۔" (رسالہ نجاتیہ ص ۱۷)

نیز فرماتے ہیں:

"اہلِ سنت کے تمام مذاہب میں حق موجود ہے، اور ہر مذہب کے بانی کو حق سے کچھ نہ کچھ حصہ ملا ہے، مگر اہلِ حدیث کا مذہب دیگر سب مذاہب سے زیادہ حق پر ہے۔"
(نجاتیہ ص۴۱)

تنبیہ: علامہ محمد فاخر رحمہ اللہ کی وفات ۱۱۶۴ھ کے بہت بعد میں بانی مدرسہ دیوبند: محمد قاسم نانوتوی صاحب (پیدائش ۱۲۴۸ء) اور بانی مدرسہ بریلی: احمد رضا خان بریلوی صاحب

(پیدائش ۱۲۷۲ھ) پیدا ہوئے تھے۔

۱۵: الشیخ الامام صالح بن محمد العمری الفلانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۱۸ھ) نے تقلید کے رد میں ایک زبردست کتاب لکھی ہے "**ایقاظ ھمم أولی الأبصار للاقتداء بسید المھاجرین والأنصار و تحذیرھم عن الابتداع الشائع فی القریٰ والأمصار، من تقلید المذاھب مع الحمیة والعصبیة بین فقھاء الأعصار**"

یہ سارا ایک کتاب کا نام ہے جو کہ ایقاظ ہمم اولی الابصار کے نام سے مشہور ہے۔

۱۶: شیخ حسین بن محمد بن عبدالوہاب اور شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ نے فرمایا:

"**عقیدة الشیخ محمد رحمه الله .. اتباع ما دل علیه الدلیل من کتاب الله و سنة رسول الله ﷺ وعرض أقوال العلماء علیٰ ذلک فما وافق کتاب الله وسنة رسوله قبلناه وأفتینا به وما خالف ذلک رددناه علیٰ قائله**"

شیخ محمد (بن عبدالوہاب) رحمہ اللہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جس پر کتاب وسنت کی دلیل ہو اس کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو (کتاب وسنت) پر پیش کرنا چاہئے، جو کتاب وسنت کے موافق ہوں انھیں ہم قبول کرتے ہیں اور ان پر فتویٰ دیتے ہیں اور جو (کتاب وسنت) کے مخالف (اقوال) ہیں ہم انھیں رد کر دیتے ہیں۔

(الدرر السنیہ ۱/۲۱۹، ۲۲۰، دوسرا نسخہ ۴/۱۲۔۱۴ اوالاقناع بما جاء عن ائمۃ الدعوۃ من الاقوال فی الاتباع ص ۲۷)

۱۷: عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ (سعودی عرب کے بادشاہ) سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی مذاہبِ مشہورہ کی تقلید نہیں کرتا، کیا یہ شخص نجات پا جائے گا؟ سلطان عبدالعزیز نے کہا:

"**من عبد الله وحده لا شریک له، فلم یستغث إلا الله ولم یدع إلا الله وحده ولم یذبح إلا لله وحده ولم ینذر إلا لله وحده ولم یتوکل إلا علیه ویذب عن دین الله وعمل بما عرف من ذلک بقدر استطاعته فھو ناجٍ بلاشک وإن لم یعزف ھذه المذاھب المشھورة**"

جو شخص ایک اللہ وحدہ ، لاشریک لہ کی عبادت کرے، استغاثہ صرف اسی سے کرے، دعا صرف ایک اللہ ہی سے مانگے ذبح بھی ایک اللہ ہی کے لئے کرے، نذر بھی صرف اسی کی ہی مانے، صرف اسی پر توکل کرے، اللہ کے دین کا دفاع کرے اوراس میں سے جو معلوم ہو حسب استطاعت اس پر عمل کرے تو یہ شخص بغیر کسی شک کے نجات پانے والا ہے، اگرچہ اسے ان مذاہبِ مشہورہ کا پتہ ہی نہ ہو۔ (الدررالسنیۃ ۲/۷۰-۷۳ طبع جدیدہ، والاقناع ص ۳۹، ۴۰)

۱۸: سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

" وأنا الحمد لله - لست بمتعصب ولكني أحكم الكتاب والسنة وأبني فتاواي علىٰ ماقاله الله ورسوله، لاعلىٰ تقليد الحنابلة ولا غيرهم "

میں، بحمد اللہ، متعصب نہیں ہوں، لیکن میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔ میرے فتووں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنابلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے۔

(المجلۃ رقم: ۸۰۶ تاریخ ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ ص ۲۳ والاقناع ص ۹۲)

۱۹: یمن کے مشہور سلفی عالم شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"التقليد حرام، لا يجوز لمسلم أن يقلد في دين الله.. " تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے۔

(تحفۃ المجیب علی اسئلۃ الحاضر والغریب ص ۲۰۵)

شیخ مقبل رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: "فالتقليد لا يجوز والذين يبيحون تقليد العامي للعالم نقول لهم: أين الدليل؟ " پس تقلید جائز نہیں ہے اور جولوگ عامی (جاہل) کیلئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کہاں ہے؟

(ایضاً ص ۲۶)

شیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ طالب علموں کو نصیحت فرماتے ہیں:

" نصيحتي لطلبة العلم: الإبتعاد عن التقليد، قال الله سبحانه و تعالىٰ ﴿وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾

طالب علموں کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ تقلید سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور

جس کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چل۔ (غارۃ الاشرطۃ علی اھل الجھل والسفسطۃ ص ۱۱، ۱۲)

۲۰: مدینہ طیبہ کے خالص عربی، سلفی شیخ محمد بن ہادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ نے تقلید کے رد پر ایک کتاب لکھی ہے:

" الإقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال في الإ تباع "

میں جب شیخ کے گھر گیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے یہ کتاب مجھے دی۔ والحمدللہ

اس طرح کے اور بے شمار حوالے ہیں، ان سے ثابت ہے کہ تقلید کے رد پر خیر القرون میں اجماع تھا اور بعد میں جمہور کا یہ مسلک و مذہب و تحقیق ہے کہ تقلید جائز نہیں ہے۔

تنبیہ (۱): امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے :

" وأما من يسوغ له التقليد فهو العامي الذي لا يعرف طرق الأحكام الشرعية فيجوز له أن يقلد عالماً و يعمل بقوله: قال الله تعالىٰ ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾"

تقلید جس کے لئے جائز ہے وہ ایسا عامی (جاہل) ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ (الفقیہ والمتفقہ ۶۸/۲)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں :

" وهذا كله لغير العامة فإن العامة لابدلها من تقليد علماء ها عند النازلة تنزل بها لأنها لا تتبين موقع الحجة ولا تصل بعدم الفهم إلىٰ علم ذلك "

یہ سب (تقلید کی نفی) عوام کے علاوہ (یعنی علماء) کے لئے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں، ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔ کیونکہ انھیں دلیل معلوم نہیں ہوئی اور عدمِ علم کی وجہ سے وہ اس کے فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۱۱۴/۲، الرد علی من اخلد الی الارض ص ۱۲۳)

اس طرح کے اقوال بعض دوسرے علماء کے بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عامی (جاہل) عالم سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے گا، اور یہ "تقلید" ہے۔!!

عرض ہے کہ عامی (جاہل) کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بالکل صحیح ہے لیکن گزشتہ صفحات میں باحوالہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ یہ تقلید نہیں ہے (بلکہ اتباع واقتداء ہے) مثلاً دیکھئے ص ۸ وغیرہ، اسے تقلید کہنا غلط ہے۔

عامی دو اجتہاد کرتا ہے:

ا: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کا انتخاب کرتا ہے، اگر وہ بدقسمتی سے کسی اہلِ بدعت کے عالم کا انتخاب کرلے تو پھر صحیح بخاری کی حدیث: "فیضلون و یضلون" پس وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (البخاری: ۷۳۰۷) کی رو سے گمراہ ہوسکتا ہے۔

۲: وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت کے عالم کے پاس جا کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھے دلیل سے جواب دیں، عامی کا یہی اجتہاد ہے۔ [نیز دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۰/۲۰۴) واعلام الموقعین (۴/۲۱۶) وایقاظ ھمم اولی الابصار (ص ۳۹)]

عامی سے مراد: "الصرف الجاهل الذي لا يعرف معنى النصوص والأحاديث وتأويلاتها" جاہل محض، جو نصوص واحادیث کا معنی اور تاویل نہیں جانتا۔

(خزانۃ الروایات، بحوالہ ایقاظ ہمم اولی الابصار ص ۳۸)

عامی اگر جنگل میں ہو اور قبلہ کی سمت اسے معلوم نہ ہو وہ نماز پڑھنے کے لئے اجتہاد کرے گا۔

ایک عامی (مثلاً دیوبندی) اپنے مولوی، مثلاً یونس نعمانی (دیوبندی) سے مسئلہ پوچھ کر اگر اس پر عمل کرے تو کوئی بھی یہ نہیں کہتا ہے کہ یہ عامی یونس نعمانی کا مقلد ہو گیا ہے اور اب یہ حنفی نہیں بلکہ یونسی ہے۔!!

تنبیہ (۲): خطیب بغدادی وابن عبدالبر وغیرہما نے علماء کے لئے تقلید کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ عالم پر بھی تقلید واجب ہے۔ اسی وجہ سے ان کے نام نہاد علماء بھی اہلِ تقلید کہلاتے ہیں۔

تنبیہ (۳): بعض علماء کے ساتھ حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی کا سابقہ ولاحقہ لگا ہوتا ہے جس سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ علماء مقلدین میں سے تھے۔ اس استدلال کے

باطل ہونے کے چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱: حنفی و شافعی علماء نے خود تقلید پر شدید رد کر رکھا ہے۔ دیکھئے ص ۳۹ حوالہ: ۹ (ابو جعفر الطحاوی)، ص ۳۹ حوالہ: ۱۰ (العینی) و ص ۳۹ حوالہ: ۱۱ (الزیلعی) وغیرہ،

۲: ان علماء سے مروی ہے کہ وہ تقلید کا انکار کرتے تھے۔ شافعیوں کے علماء: ابو بکر القفال، ابو علی اور قاضی حسین سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''**لسنا مقلدين للشافعي، بل وافق رأينا رأيه**'' ہم (امام) شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے (اجتہاد کی وجہ سے) ان کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔

(النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر رطبقات الفقہاء، تصنیف عبدالحئی لکھنوی ص ۷، تقریرات الرافعی ج ۱ ص ۱۱ التقریر والتحبیر ج ۳ ص ۴۵۳)

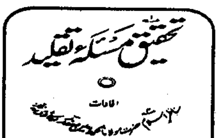
علماء خود اعلان کر رہے ہیں کہ ہم مقلدین نہیں ہیں اور مقلدین یہ شور مچا رہے ہیں کہ یہ علماء ضرور مقلدین ہیں، **سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ**

۳: کسی مستند عالم سے یہ قول ثابت نہیں ہے کہ ''**أنا مقلد**'' میں مقلد ہوں!!

تنبیہ (۴): بعض علماء کو طبقات الشافعیہ وطبقات الحنفیہ وطبقات المالکیہ وطبقات الحنابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ یہ علماء: مقلدین تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ طبقات الحنابلہ (ج ۱ ص ۲۸۰) وطبقات المالکیہ (الدیباج المذہب ص ۳۲۶ ت ۴۳۷) میں مذکور ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ طبقات مالکیہ وطبقات حنابلہ میں مذکور ہیں۔ کیا یہ دونوں امام بھی مقلدین میں سے تھے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ استادی شاگردی یا اپنے نمبر بڑھانے وغیرہ کیلئے ان علماء کو ان کتبِ طبقات میں ذکر کر دیا گیا ہے، یہ ان کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اس طویل تمہید کے بعد اب ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے رسالے ''تحقیق مسئلہ تقلید'' کا جواب پیش خدمت ہے شروع میں ماسٹر صاحب کی عبارت کا عکس اور اس کے بعد علی الترتیب جوابات لکھ دیئے گئے ہیں۔ **والحمدلله**

ٹائٹل: ⇐


تحقیق مسئلہ تقلید

افادات

امین اوکاڑوی کے دس جھوٹ

(۱) تحقیق کا لفظ تقلید کی ضد ہے۔ جب تحقیق ہوگی تو تقلید ختم ہو جائے گی۔ تقلید آتی ہی اس وقت ہے جب تحقیق نہ ہو۔ ایک غالی دیوبندی مولوی امداد الحق شیووی ''فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی'' نے صاف صاف لکھا ہے: ''**حققوا ولا تقلدوا**''

(حقیقت حقیقت الالحاد ص ۲۳۱ مطبوعہ: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی نمبر ۵)

شیووی کی عبارت کا ترجمہ: ''تحقیق کرو اور تقلید نہ کرو''

معلوم ہوا کہ تقلید تحقیق کی ضد ہے۔ والحمد للہ

تحقیق اور تقلید ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں۔ تحقیق کا مادہ ''حق'' ہے۔ جس کا معنی ثابت شدہ بات صحیح بات وغیرہ ہے۔ اور ''تحقیق'' کا معنی ثابت کرنا، صحیح بات تک پہنچنا ہے جبکہ ''تقلید'' اس کے بالکل برعکس: غیر ثابت باتوں کو ماننا اور اپنانا ہے۔

(۲) محمد امین صفدر صاحب، حیاتی دیوبندیوں کے مشہور مناظر تھے۔ راقم الحروف نے ان کا تفصیلی رد ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' / ''تحقیق جزء رفع الیدین'' اور ''تحقیق جزء القراءۃ للبخاری'' میں لکھا ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے اکاذیب وافتراءات پر علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا پروگرام ہے۔ فی الحال ان کے دس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں:

۱: امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے''

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۳۱/۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: ''**ثقة حافظ**''

(تقریب التہذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث یا امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

۲: اوکاڑوی نے کہا: ''رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: ''**لا جمعة الا بخطبة**'' خطبہ کے بغیر

جمعہ نہیں ہوتا'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث: رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونة'' میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے: ''**بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلی الظهر أربعاً**''

(ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً منسوب کر دیا ہے۔

۳: اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام: اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علمائے حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

۴: اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

''یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا'' (تذکرۃ الحفاظ)'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ''متعہ کا آغاز'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

۵: ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"مگر تاہم طحاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی۔۔"

(جزء القراءۃ للبخاری، بتحریفات: اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۱/۲۱۹، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے:

" عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلى قال: قال علي رضي الله عنه "

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ "قال" اور "سمعت" میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القراءت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قال لنا أبو نعيم" (ح ۴۸)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں: "اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابو نعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے۔" (جزء القراءت مترجم ص ۶۴)

۶: اوکاڑوی نے کہا: "اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا يقرؤا خلف الامام کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قراءت نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ص ۳۷۶)"

(جزء القراءۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنالیا ہے۔

۷: اوکاڑوی نے کہا: "حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: تكفيك قراءة الامام تجھے امام کی قراءت کافی ہے۔" (جزء القراءۃ/اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب: ۱/۳۷۴) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸) نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا (اتحاف المہرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰)

معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو "کو فرمایا" سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

۸: اوکاڑوی نے کہا: "تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے

اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔" (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۴۱۰ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ: "جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔"

(رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے۔ (دیکھئے یہی مضمون ص ۴۰)

امام ابن حزم نے اعلان کیا ہے: "والتقلید حرام" اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔

(النبذۃ الکافیہ ص ۷۰، ۷۱ و یہی مضمون ص ۳۹)

یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

۹: اوکاڑوی نے کہا: "یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں"

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ " **هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحدًا من الأئمة ، أم كانوا مقلدين** " کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۳۹)

تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

" الحمد لله رب العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإمامان في الفقه من أهل الإجتهاد ، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجه وابن خزيمة و أبو يعلىٰ والبزار و نحوهم فهم علىٰ مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق"

بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے،

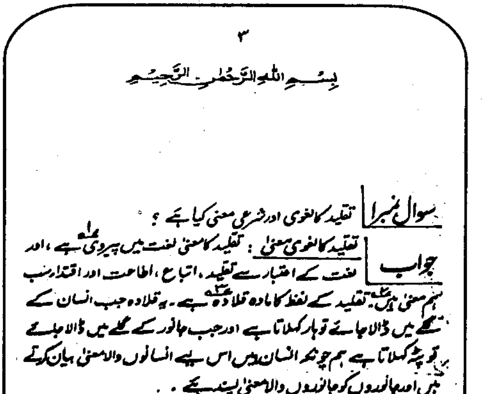
علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے۔"
(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:
توجیہ النظر الیٰ اصول الاثر للجزائری ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید ،تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)
تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ.

۱۰: اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: "میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو سو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں"
(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں : "مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔" (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)
تبصرہ: ان دونوں عبارتوں میں ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے دس اکاذیب کا بیان ختم ہوا۔

ص ۳ ⬅


۳
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر ۱ تقلید کا لغوی اور شرعی معنی کیا ہے ؟
جواب تقلید کا لغوی معنی : تقلید کا معنی لغت میں پیروی ہے ، اور لغت کے اعتبار سے تقلید ، اتباع ، اطاعت اور اقتداء سب ہم معنی ہیں۔ تقلید کے لفظ کا مادہ قلادہ ہے۔ یہ قلادہ جب انسان کے گلے میں ڈالا جائے تو ہار کہلاتا ہے اور جب جانور کے گلے میں ڈالا جائے تو پٹہ کہلاتا ہے ہم چونکہ انسان ہیں اس لیے انسانوں والا معنی بیان کرتے ہیں اور جانوروں کو جانوروں والا معنی پسند ہے . .

تقلید کا شرعی معنی : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا" (الاقتصاد ص۵)
تقلید کی اس تعریف کے مطابق راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایۃ ہے اور مجتہد کی درایت کو قبول کرنا تقلید فی الدرایت ہے۔ کسی محدث کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے اور کسی محدث کی رائے سے کسی راوی کو ثقہ یا مجہول یا ضعیف ماننا بھی تقلید ہے۔ کسی امتی کے بنائے ہوئے اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ کو ماننا بھی تقلید ہے۔ ص ۸

۱۹

الجواب:

① بے دلیل پیروی کو تقلید کہتے ہیں دیکھئے حسن اللغات (ص ۲۱۶) اور یہی مضمون ص ۸

② گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ تقلید اور اتباع و اقتداء میں فرق ہے۔ اگر بلا دلیل ہو تو تقلید ہے اور اگر با دلیل ہو تو اقتداء و اتباع ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں :

"تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل۔۔ اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے۔" (الافاضات الیومیہ ۳/۱۵۹، اور یہی مضمون ص ۱۲)

③ قلادہ علیحدہ لفظ ہے اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔

④ اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندیوں کے "حکیم الامت" ہیں۔ بریلوی حضرات انھیں سخت گمراہ اور گستاخِ رسول (ﷺ) سمجھتے ہیں۔ تھانوی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں :

"اور اگر مجھ پر اطمینان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جلاہا نہیں ہوں۔ رہا جاہل ہونا اس کا البتہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاہل بلکہ اجہل ہوں"

(اشرف السوانح، قدیم ج ۱ ص ۶۹ و جدید ج ۱ ص ۷۲)

اشرف علی تھانوی صاحب نے مزید فرمایا:

"ہمارے محاورہ میں ہُد ہُد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں مثل ہُد ہُد کے۔" (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۲۶۶ ملفوظ

نمبر ۴۰۰، واکاذیب آلِ دیوبند ص ۸۹)

تھانوی صاحب کا ارشاد ہے :

''اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۳۸ ملفوظ ۱۵ و قصص الاکابر ص ۳۰۱)

تھانوی صاحب مزاح میں اکثر فرمایا کرتے تھے :

''میں نے قصائی کا دودھ پیا ہے اس لئے بھی میرے مزاج میں حدت ہے مگر الحمدللہ شدت نہیں'' (اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲۱)

⑤ یہ ساری تعریف خودساختہ اور من گھڑت ہے۔ اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ خود تھانوی صاحب نے بے دلیل بات ماننے کو تقلید اور اللہ و رسول کا حکم ماننے کو اتباع قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۱۲

⑥ گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حدیث (یعنی روایت) ماننا تقلید نہیں ہے دیکھئے ص ۸، ۹، کسی ایک امام یا مستند عالم نے روایت ماننے کو تقلید نہیں کہا۔ امام ابوحنیفہ بھی تو روایتیں مانتے تھے۔ کیا وہ مجتہد نہیں بلکہ صرف مقلد ہی تھے؟

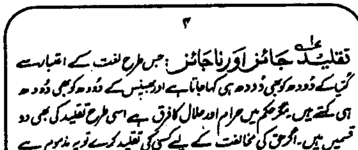
⑦ صحیح یا ضعیف ماننا تقلید نہیں ہے۔ اس طرح راوی پر جرح (وتعدیل) ماننا بھی تقلید نہیں ہے۔ امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" ولا یکون تقلیدًا في جرحه لأن هذا دلیله و حجته "

اور اس کی جرح مان لینا تقلید نہیں ہے کیونکہ یہی اس کی دلیل اور حجت ہے۔

(جواب الحافظ المنذری عن اسئلۃ الجرح والتعدیل ص ۶۳، ۶۴)

⑧ یہ ساری شقیں خودساختہ، من گھڑت اور مردود ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے ان کی تائید کے لئے کسی مستند عند الفریقین عالم کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔


۴

تقلید جائز اور ناجائز: جس طرح لغت کے اعتبار سے گتیا کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہا جاتا ہے اور بھینس کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہتے ہیں۔ مگر حکم میں حرام اور حلال کا فرق ہے اسی طرح تقلید کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اگر حق کی مخالفت کے لیے کسی کی تقلید کرے تو یہ مذموم ہے جیسا کہ کفار و مشرکین، خدا و رسولؐ کی مخالفت کے لیے، اپنے گمراہ وڈیروں کی تقلید

ص ۴

> کرتے ہیں[۳] اگر حق پر عمل کرنے کے لیے تقلید کرے کہ میں مسائل کا براہ راست
> استنباط نہیں کر سکتا اور مجتہد کتاب وسنت کو ہم سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اس لیے
> اس سے خدا ورسولؐ کی بات سمجھ کر عمل کرے تو یہ تقلید جائز اور واجب ہے[۳]۔
> و۔ کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟ صرف مسائل
> اجتہادیہ میں تقلید کی جاتی ہے اور حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جس کو نواب
> صدیق حسن خاں صاحب حدیث مشہور فرماتے ہیں۔ الروضۃ الندیہ ص ۲/۲۶۲)
> میں اجتہاد کا مقام متعین ہے کہ جو مسئلہ صراحۃً کتاب وسنت سے نہ ملے
> اس کا حکم رائے اور اجتہاد کے اصولوں سے کتاب وسنت سے مجتہد
> اخذ کرے گا۔[۴]
> نوٹ، محدثین کا اصولِ حدیث بنانا، کسی حدیث کو صحیح ضعیف کہنا، کسی
> راوی کو ثقہ یا مجروح قرار دینا بھی ان کا اجتہاد ہے۔[۵]
> ب۔ کن کی تقلید کی جاتی ہے؟ ظاہر ہے کہ مسائلِ اجتہادیہ میں مجتہد کی
> ہی تقلید کی جائے گی اور مجتہد کا اعلان ہے کہ القیاس[۶] مظہر لا مثبت شرح
> عقائد نسفی، کہ ہم کوئی مسئلہ اپنی ذاتی رائے سے نہیں بتاتے بلکہ ہر مسئلہ کتاب و
> سنت واجماع سے ہی ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں اور مجتہدین کا اعلان ہے
> کہ ہم پہلے مسئلہ قرآن پاک سے لیتے ہیں وہاں نہ ملے تو سنت سے، وہاں نہ
> ملے تو اجماع صحابہؓ سے، اگر صحابہؓ میں اختلاف ہو جائے تو جس طرف خلفائے
> راشدینؓ ہوں اس[۷] سے لیتے ہیں اور اگر یہاں بھی نہ ملے تو اجتہادی قاعدوں سے

الجواب:

① تقلید کے بارے میں لغت اور اصولِ فقہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ بے دلیل پیروی اور اندھا دھند بے سوچے سمجھے اتباع کا نام تقلید ہے۔ دیکھئے ص ۷ تا ۱۸

ظاہر ہے کہ دین میں غیر نبی کی: بے دلیل، اندھا دھند اور بے سوچے سمجھے پیروی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا اسے جائز قرار دینا غلط ہے۔

② گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ مقلدین حضرات مثلاً دیوبندیہ و بریلویہ: اللہ ورسول کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا مزعوم فقہ ونظریات کی تقلید کرتے ہیں، دیکھئے ص ۱۴ یا ۲۰ لہٰذا مروج تقلید میں کفار ومخالفین کتاب وسنت کی مشابہت ہے۔ تقلید کے خلاف علمائے کرام نے آیات واحادیث واجماع وآثار سے استدلال کیا ہے۔ اور انھیں آیات کریمہ میں کفار کے کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، دیکھئے ص ۳۱ واعلام الموقعین (۱۹۱/۲)

③ اللہ اور رسول (ﷺ) کی بات سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع کہلاتا ہے۔ (دیکھئے ص ۱۲)

④ جو مسئلہ کتاب وسنت واجماع میں نہ ملے، اب اجتہاد کرنے والا اجتہاد کرے گا۔ اگر مجتہدین کا اختلاف ہو تو پھر کس کی بات حجت ہوگی؟ کیا اللہ یا رسول نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر علماء کے درمیان حلال وحرام کا اختلاف ہو تو پھر جو عالم پسند آئے اس کی رائے کی تقلید کر لو؟

⑤ حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے والے اصول کا بڑا حصہ اجماعی ہے، مثلاً دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص۲۰ (تعریف الحدیث الصحیح)
جن میں اختلاف ہے وہاں راجح و مرجوح دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ تقلید کا یہاں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

⑥ "القیاس مظھر لا مثبت" یہ قول امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے شرح عقائد نسفی کا حوالہ فضول ہے شرح عقائد کا مصنف سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، ۷۱۲ھ یا ۷۲۲ میں پیدا ہوا اور ۷۹۲ھ میں فوت ہوا، دیکھئے ارشاد الطالبین فی احوال المصنفین ص ۶۵، ۶۶

اوکاڑوی صاحب کے مقلدین پر یہ قرض واجب الاداء ہے کہ وہ صاحب شرح عقائد سے لے کر ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک صحیح و متصل سند پیش کریں۔ اگر ہم کوئی بے سند حوالہ پیش کر دیں تو یہ لوگ چیخنا چلّانا شروع کر دیتے ہیں، مثلاً درج ذیل کتابوں میں بغیر کسی سند کے لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔
مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ ص ۹، لمحات النظر فی سیرت الامام زفر للکوثری ص ۲۱، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۱۰، ۲۱۱، اعلام الموقعین لابن القیم ج ۲ ص ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸، الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۳۲

لطیفہ: راقم الحروف نے ۸ رجب ۱۴۱۵ھ کو ایک دیوبندی کی "خدمت" میں ایک خط میں لکھا تھا: "امام ابوحنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ، حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۷ وغیرہما) آپ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟" (معروضات کے جوابات ص ۴)
اس کے جواب میں اس دیوبندی نے لکھا: "امام ابوحنیفہ کا قول سند کے ساتھ پیش کریں کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں تقلید کو منع کیا ہے۔ آپ کی دیانتداری ان شاء اللہ اب واضح ہو گی؟" (معروضات کے بے تکے جوابات پر تبصرہ ص ۷)
اگر ہم فقۂ حنفی کے کسی مسئلہ کی امام ابوحنیفہ تک سند طلب کر بیٹھیں تو انھیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

⑦ خلفائے راشدین کے بہت سے ایسے مسئلے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ان مسئلوں کو نہیں لیتے بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً:

۱: سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر (ایک سال کے لئے) جلاوطن کر دیا (سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی النفی ح ۱۴۳۸ وسندہ صحیح) جبکہ اس کے سراسر برعکس حنفی حضرات ایسے زانی کو جلاوطن کرنے کے قائل نہیں ہیں دیکھئے الہدایہ (ج ۱ ص ۵۱۲ کتاب الحدود)

۲: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے سجود القرآن کے بارے میں فرمایا:

"فمن سجد فقد أصاب ومن لم يسجد فلا إثم عليه"

پس جس نے سجدہ کیا تو اس نے ٹھیک کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۰۷۷)

اس کے برعکس حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سجود القرآن واجب ہیں اور نہ کرنے والا گناہ گار ہے۔

۳: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۵ وشرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۲۹۴ وسنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۱۶۵۷) اس کی سند حسن ہے، فلیح بن سلیمان بخاری و مسلم کا راوی اور حسن الحدیث ہے۔

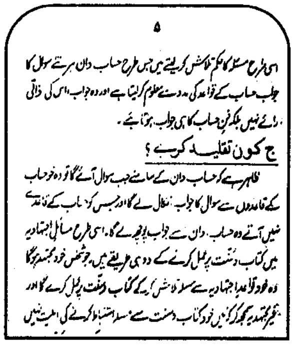
اس کے برعکس عام دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ایک رکعت وتر کے منکر ہیں۔

۴: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔ (الاوسط لابن المنذر ج ۱ ص ۴۶۲ وسندہ صحیح)

جبکہ یہ لوگ (حنفی و بریلوی و دیوبندی) جرابوں پر مسح کے سخت مخالف ہیں۔

نتیجہ: دیوبندی و بریلوی حضرات خلفائے راشدین کے مخالف ہیں۔

ص ۵ ⬅

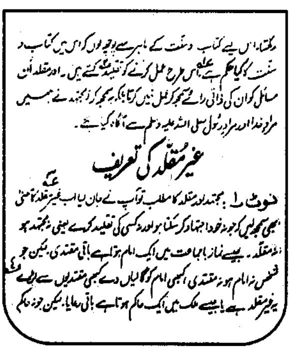


۵

اسی طرح مسئلہ کا حکم تلاش کر لیتے ہیں جس طرح حساب دان ہر ایک سوال کا جواب حساب کے قواعد کی مدد سے معلوم کر لیتا ہے اور وہ جواب اس کی ذاتی رائے نہیں بلکہ فن حساب کا ہی جواب ہوتا ہے۔

ج کون تقلید کرے؟

ظاہر ہے کہ حساب دان کے سامنے جب سوال آئے گا تو وہ خود حساب کے قاعدوں سے سوال کا جواب نکال لے گا اور جس کو حساب کے قاعدے نہیں آتے وہ حساب دان سے جواب پوچھے گا۔ اسی طرح مسائل اجتہادیہ میں کتاب و سنت پر عمل کرنے کے دو ہی طریقے ہیں، جو شخص خود مجتہد ہوگا وہ خود قواعد اجتہادیہ سے مسئلہ تلاش کر کے کتاب و سنت پر عمل کرے گا اور غیر مجتہد یہ سمجھ کر کہ میں خود کتاب و سنت سے مسئلہ استنباط کرنے کی اہلیت نہیں



رکھتا، اس لیے کتاب و سنت کے ماہر سے پوچھ لوں کہ اس میں کتاب و سنت کا کیا حکم ہے اس طرح عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ اور مقلد ان مسائل کو ان کی ذاتی رائے سمجھ کر عمل نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر کہ مجتہد نے ہمیں مراد خدا اور مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کیا ہے۔

غیر مقلد کی تعریف

نوٹ ۱: مجتہد اور مقلد کا مطلب تو آپ نے جان لیا اب غیر مقلد کا معنی بھی سمجھ لیں کہ جو نہ خود اجتہاد کر سکتا ہو اور نہ کسی کی تقلید کرے یعنی نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی۔ لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا۔ لیکن جو نہ حاکم

الجواب:

① کتاب وسنت کے ماہر یعنی عالم دین سے مسئلہ پوچھنا کہ ''اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے'' تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع واقتداء ہے۔ اہلِ حدیث اسی کے قائل وفاعل ہیں کہ ہر عامی (جاہل) پر لازم ہے کہ کتاب وسنت کے عالم سے کتاب وسنت کا مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے والحمدللہ یہ سرے سے تقلید ہی نہیں ہے۔

② کتاب وسنت پوچھنے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کو کسی مستند عالم نے تقلید نہیں قرار دیا۔

③ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں :

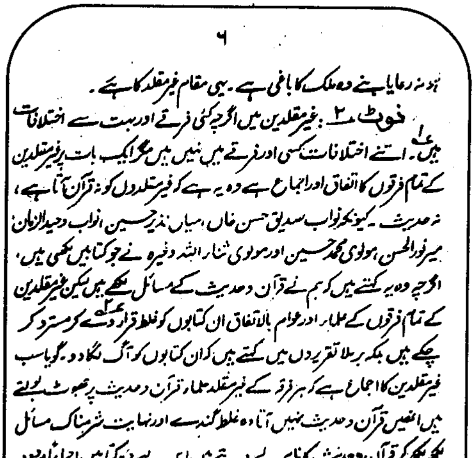
''ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے''

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵ وحقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیوؤی ص ۷۰)

امام ابوحنیفہ کا ''غیر مقلد'' ہونا صراحت سے درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ج ا ص ۵۱، معین الفقہ ص ۸۸

④ امام ابوحنیفہ غیر مقلد کے بارے میں یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وہ کبھی امام کو گالیاں دیتے اور کبھی مقتدیوں سے لڑتے، لہٰذا اوکاڑوی صاحب نے اس عبارت ''غیر مقلد کی تعریف'' میں امام ابوحنیفہ کی توہین کی ہے۔

ص ۶



۶

ہو نہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہے۔ یہی مقام غیر مقلد کا ہے۔

نوٹ ۲: غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدوں کو نہ قرآن آتا ہے، نہ حدیث۔ کیونکہ نواب صدیق حسن خاں، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں، اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ گویا سب غیر مقلدین کا اجماع ہے کہ ہر فرقہ کے غیر مقلد علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں انھیں قرآن وحدیث نہیں آتا وہ غلط گندے اور نہایت شرمناک مسائل لکھ لکھ کر قرآن وحدیث کا نام لے دیتے ہیں اس لیے وہ کتابیں اجماعاً مردود

ہیں اور یہ سب جاہل ہیں۔ محمد

سوال دوم لفظِ تقلید کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟

الجواب قرآنِ پاک نے اُن مقدس جانوروں کو جو خاص خانہ کعبہ کی نیاز ہیں قلائد فرمایا ہے اور ان کی بے حد تعظیم و حرمت کا حکم فرمایا ہے اور ان مقلدین کی بے حرمتی کرنے والوں کو عذاب شدید کی دھمکی دی ہے۔ البتہ کسی خنزیر، کتے وغیرہ کو قلائد بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی ہے۔

اور بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقدس ہار کو

الجواب:

① اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے:

"مگر دیکھا جاتا ہے کہ بوجہ اختلاف آراء علماء و کثرت روایات مذہب واحد معین کے مقلدین میں بھی عوام کیا خواص میں مخاصمت و منازعت واقع اور غیر مقلدین میں بھی اتفاق واتحاد پایا جاتا ہے غرض اتفاق واختلاف دونوں جگہ ہے۔" (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

حنفی و شافعی مقلدین کے درمیان طویل خونریز جنگیں ہوئی ہیں دیکھئے معجم البلدان (ج ۱ ص ۲۰۹، اصبہان) والکامل فی التاریخ لابن الاثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنۃ ۵۶۰ھ) ومعجم البلدان (ج ۳ ص ۱۱۷، ری)

② اوکاڑوی صاحب کا یہ بیان، اس مفہوم کے ساتھ تجلیات صفدر (ج ۱ ص ۶۲۱ مطبوعہ فیصل آباد) میں بھی موجود ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ وحید الزمان و نور الحسن و نواب صدیق حسن خان کی کتابیں تمام اہلِ حدیث علماء وعوام کے نزدیک غلط و مسترد ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وحید الزمان وغیرہ کی کتابیں اور حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا غلط اور مردود ہے۔

وحید الزمان حیدر آبادی نے خود لکھا ہے:

"مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ہدیۃ المہدی تالیف کی ہے تو اہلِ حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری وغیرہم تم سے بددل ہو گئے اور عامہ اہلِ حدیث کو اعتقاد تم سے جاتا رہا۔

میں نے جواب دیا الحمدللہ کوئی مجھ سے اعتقاد نہ رکھے۔'' الخ

(لغات الحدیث، کتاب الشین ص ۵۰، ج ۲)

وحیدالزمان نے لکھا ہے :''**ولا بد للعامي من تقليد مجتهد أو مفتي**'' یعنی: عامی کے لئے مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۷ مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ۱ ص ۳۵۶، غیر مقلدین کی فقہ کے دوسو مسائل، تصنیف اوکاڑوی ص ۴ فقرہ: ۱۴)

معلوم ہوا کہ وحیدالزمان اہلِ حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا، لہٰذا اس کا کوئی حوالہ اہلِ حدیث کے خلاف پیش نہیں کرنا چاہئے۔

لطیفہ: دیوبندیوں نے صحیح بخاری کی شرح ''فضل الباری'' لکھی ہے جس میں وحیدالزمان حیدرآبادی کا ترجمہ اپنی مرضی اور خوشی سے منتخب کر کے لکھا ہے چنانچہ محمد یحییٰ صدیقی دیوبندی داماد شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں :

''چنانچہ طے ہوا کہ مولانا وحیدالزمان کا اردو ترجمہ دوسرے کالم میں دیا جائے۔ اس ترجمہ کی شمولیت میں میرا بھی مشورہ شامل ہے کیونکہ خود علامہ عثمانی کو یہ ترجمہ پسند تھا''

(فضل الباری ج ۱ ص ۲۳)

کیا خیال ہے اگر دیوبندیوں کے خلاف وحیدالزمان کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں تو؟

③ ان مردود کتابوں کو اہلِ حدیث کے خلاف وہی شخص پیش کرتا ہے جو خود بڑا ظالم ہے۔

④ قلائد قلادہ کی جمع ہے، یہ دونوں لفظ علیحدہ ہیں اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔ اختلاف قلادہ و قلائد میں نہیں بلکہ تقلید میں ہے۔ موضوع سے فرار کی کوشش کرنا شکست فاش کی علامت ہوتی ہے۔

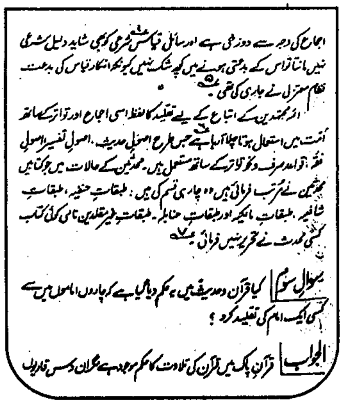
۷

قلادہ فرمایا ہے اور مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے موتی، جواہرات کے ہار کو خنزیر کے گلے میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے

نوٹ ۱ : اصولِ حدیث میں مرسل، مدلس، معضل وغیرہ جیسی تعدد اصطلاحی الفاظ محدثین نے استعمال کیے ہیں۔ ان الفاظ کا ان ہی اصطلاحی معنوں میں قرآن و حدیث میں ہونا ثابت فرمادیں یا اصولِ حدیث کا انکار کر دیں ۔

نوٹ ۲ : سائل نے سوال میں صرف قرآن و حدیث کا ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائل اجماع کو دلیل شرعی نہیں مانتا۔ اگر واقعہ ایسا ہے تو سائل انکار

ص ۷ ⬅



اجماع کی وجہ سے دوزخی ہے اور مسائل قیاسِ شرعی کو بھی شاید دلیل شرعی نہیں مانتا تو اس کے بدعتی ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ انکار قیاس کی بدعت نظام معتزلی نے جاری کی تھی۔

ائمہ مجتہدین کے اتباع کے لیے تقلید کا لفظ اسی اجماع اور تواتر کے ساتھ اُمت میں استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے جس طرح اصولِ حدیث، اصولِ تفسیر، اصولِ فقہ، قواعد صرف و نحو تواتر کے ساتھ مستعمل ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں محدثین نے مرتب فرمائی ہیں وہ چار ہی قسم کی ہیں: طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقاتِ مالکیہ اور طبقاتِ حنابلہ۔ طبقاتِ غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے تحریر نہیں فرمائی ہے۔

سوالِ سوم | کیا قرآن و حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرو؟

الجواب | قرآن پاک میں قرآن کی تلاوت کا حکم موجود ہے مگر ان کے سس قاریوں

الجواب:

① یہ روایت مشکوٰۃ المصابیح (ح ۲۱۸) میں بحوالہ ابن ماجہ (۲۲۴) مذکور ہے۔ اس کا راوی حفص بن سلیمان القاری جمہور محدثین کے نزدیک روایتِ حدیث میں سخت مجروح ہے۔ زیلعی حنفی نے دارقطنی سے نقل کیا:

"**حفص هذا ضعيف**" (نصب الرایہ ۱۱۰/۲) نیز دیکھئے نصب الرایہ (ج ۳ ص ۲۸۰)

بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں لکھا: "**هذا إسناد ضعيف لضعف حفص بن سليمان البزار**" (ح ۲۲۴)

② مرسل و مدلس وغیرہما اصطلاحات کے جواز پر اجماع ہے جبکہ تقلید کے ممنوع ہونے پر خیر القرون کا اجماع ہے۔

③ اجماع جو ثابت ہو، شرعی دلیل ہے دیکھئے الحدیث حضرو: ۱ ص ۴، و ابراء اہل الحدیث والقرآن للحافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ (ص ۳۲)

④ کتاب و سنت و اجماع و آثار سلف صالحین نہ ہونے کی حالت میں، اگر اضطرار ہو تو قیاس کرنا جائز ہے، یہ قیاس و اجتہاد عارضی و وقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جا سکتی، یاد رہے کہ کتاب و سنت و اجماع و آثار سلف صالحین کے سراسر خلاف قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس مخالف قیاس کرنے والے کے بارے میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**أول من قاس إبليس و ما عبدت الشمس و القمر إلا بالمقاييس**"

سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا اور سورج و چاند کی عبادت قیاسوں کے ذریعے ہی کی گئی۔
(سنن الدارمی ۱/۶۵ ح ۱۹۵ وسندہ حسن)

بے ہودہ اور فضول قیاس بھی ناقابلِ قبول ہے مثلاً حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں کا یہ قیاسی مسئلہ ہے : ''کتا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کا منہ بندھا ہوا ہو''
(فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۱۵۳ و فیض الباری ج ۱ ص ۲۷۴ و بدائع الصنائع للکاسانی ج ۱ ص ۴۷)

⑤ حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات : امام شافعی و امام مالک و امام احمد کے قیاسات نہیں مانتے بلکہ صرف اور صرف اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ (غیر مقلد) اور فقہ حنفی کے مفتیٰ بہا قیاسات ہی مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ''قیاس شرعی'' کے منکر ہیں۔

⑥ ائمہ مجتہدین کی اتباع اگر بالدلیل ہو تو اس کے لئے اقتداء و اتباع کا لفظ مستعمل ہے اور اگر بلا دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند ہو تو اسے تقلید کہتے ہیں جیسا کہ با دلائل گزر چکا ہے۔

⑦ طبقات حنفیہ وغیرہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں کے مذکورین تقلید کرنے والے تھے۔ دیکھئے ص ۴۶

لطیفہ: طبقات مقلدین کے نام سے کوئی کتاب کسی مستند عالم و امام نے نہیں لکھی۔

ص ۸ ⬅

۸

کا نام مذکور نہیں جن کی قرأتوں پر آج ساری دنیا تلاوتِ قرآن کر رہی ہے اور نہ یہ حکم ہے کہ ان دس قاریوں میں سے کسی ایک قاری کی قرأت پر قرآن پڑھنا ضروری ہے مگر ہمارے ملک پاک و ہند میں سب مسلمان قاری عاصم کوفیؒ کی قرأت اور قاری حفص کوفیؒ کی روایت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ ساری زندگی ایک قرأت پر قرآن پڑھنا کفر ہے یا شرک یا حرام یا جائز عملا
اسی طرح کتاب و سنت سے سنت کا واجب العمل ہونا ثابت ہے۔
مگر نام لے کر بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کو صحاح ستہ نہیں کہا گیا۔ نہ بخاری و مسلم کو صحیحین کہا گیا۔ نہ بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا جس طرح ان دس قاریوں کا قاری ہونا اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ اصحاب صحاح ستہ کا محدث ہونا اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اسی طرح ان چاروں اماموں کا مجتہد ہونا اجماعِ اُمت سے ثابت ہے اور مجتہد کی تقلید کا حکم کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ یعنی ۲

نوٹ : سائل نے یہ سوال اصل میں شیعہ سے سرقہ کیا ہے کیونکہ کوئی اہل سنت یہ سوال نہیں کرتا۔ شیعہ کے ان سوالات کا ذکر ابن تیمیہؒ نے

> منہاج السنۃ میں کیا ہے اور بعض کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ
> نے تحفہ اثنا عشریہ میں کیا ہے۔ اس ملک میں جب انگریز آیا اور اس نے لڑاؤ
> اور حکومت کرو کی پالیسی کو اپنایا تو یہاں غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا جس کا مشن
> یہ تھا کہ انگریز کے خلاف جہاد حرام اور مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض یہاں
> کے سب مسلمان مکہ اور مدینہ کو مرکز اسلام مانتے تھے۔ ان مراکز اسلام سے جب
> اس فرقہ کے بارے میں فتوی لیا گیا تو انھوں نے بالاتفاق ان کو کفر قرار دیا۔
> (دیکھو تنبیہ الغافلین) ان لوگوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے مایوس

الجواب:

① روایت اور رائے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مثلاً:

ا: ایک سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب ! آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں (یہ اس آدمی کی رائے ہے۔)

۲: دوسرا سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ کے والد صاحب نے مجھے کہا ہے کہ امین کو کہو کہ فوراً گھر آجائے، گھر میں آگ لگی ہوئی ہے (یہ اس آدمی کی روایت ہے۔)

اب ظاہر ہے کہ دوسرے آدمی کی بات سن کر اوکاڑوی صاحب اپنے گھر کی آگ بجھانے کے لئے دوڑنا شروع کر دیں گے۔ روایت اور گواہوں کی گواہی پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا۔ خواہ مخواہ یہ کہنا کہ کوا سفید ہے اور دودھ کالا ہے، یہ امین اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لیں کہ قاریوں کی قراءت اور راویوں کی روایات، یہ سب بابِ روایت سے ہے۔ اور قیاس واجتہاد کرنے والے کا قیاس واجتہاد اس کی رائے میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے اقوال کو رائے قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۳۸، ۳۹

اوکاڑوی صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ رائے اور روایت میں فرق ہوتا ہے۔ قاری عاصم کوفی نے جو قرآن پڑھ کر سنایا تھا وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا نہیں تھا بلکہ اس نے اپنے استادوں سے سنا تھا اور آگے پہنچا دیا۔ جبکہ رائے وقیاس وغیرہ تو خود گھڑے، بنائے اور اجتہاد کئے جاتے ہیں اور پھر یہ کہہ کر اعلان کر دیا جاتا ہے: ''اگر یہ صحیح ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے اور غلط ہوا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے'' کیا قرآن کی قراءت کے بارے میں بھی ایسا ہی اعلان کیا جاتا ہے؟

۲) ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں وعلماء کا مجتہد ہونا اجماع امت و آثارِ سلف سے ثابت ہے جبکہ مجتہد کی تقلید کا کوئی حکم نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے کیا آپ لوگوں کو کوئی ایسی آیت مل گئی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کر کے، اندھا دھند، بے سوچے سمجھے، صرف ایک مجتہد کے قیاس و اجتہاد پر بغیر دلیل کے عمل کرو؟ **سبحانک هذا بهتان عظیم**

۳) منہاج السنہ کی پوری عبارت مع ترجمہ وحوالہ پیش کرنا تمام دیوبندیوں پر قرض ہے۔
اب ہمارا حوالہ بھی پڑھ لیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"ومن أهل السنة و الجماعة مذهب قديم معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة ومالكاً والشافعي و أحمد فإنه مذهب الصحابة .."

مفہوم: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کے پیدا ہونے سے پہلے، اہلِ سنت و الجماعت کا مذہب قدیم ومشہور ہے، کیونکہ یہ صحابہ کا مذہب ہے، رضی اللہ عنہم اجمعین

(منہاج السنۃ ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی پیدائش سے پہلے اہلِ سنت والجماعت موجود تھے لہٰذا انگریزوں کے دور میں پیدا ہو جانے والے دیوبندیوں و بریلویوں کا اس لقب پر قبضہ غاصبانہ قبضہ ہے۔

۴) دیوبندیوں کا اعتراف واعلان ہے کہ تقلید نہ کرنے والے اہلِ حدیث، انگریزوں کے دور سے صدیوں پہلے روئے زمین پر موجود تھے۔

دلیل نمبر ۱: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے :

"تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انھی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا"

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶ مودودی صاحب اور تخریب اسلام ص ۲۰)

دلیل نمبر ۲: اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں :

''امام ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے'' (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہ انگریزوں کے دور سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

دلیل نمبر۳: حافظ ابن القیم نے تقلید کے رد پر ضخیم کتاب ''اعلام الموقعین'' لکھی ہے۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

" لأنا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة "

کیونکہ ہم نے دیکھا کہ ابن القیم اس (تقلید نہ کرنے والے/اہلِ حدیث) فرقے کی قسم کا باپ ہے۔ (اعلاء السنن ج ۲۰ ص ۸)

دلیل نمبر۴: حافظ ابن حزم ظاہری صاحب تقلید کو حرام کہتے تھے دیکھئے ص ۳۹

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرتِ مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کرلیں بعض سنن مختلف فیہا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب وضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس کا شیوع بھی نہ ہوا تھا بلکہ کیفما اتفق جس سے چاہا مسئلہ دریافت کرلیا اگرچہ اس امر پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائر ومنحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہلِ ظاہر ہر زمانہ میں رہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

شیوع: شائع، اشاعت، پھیلنا مستحدث: ایجاد، بدعت نکالنا

چند فوائد: اوکاڑوی صاحب اور ان کے مقلدین کی خدمت میں دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اہلِ حدیث (تقلید نہ کرنے والے متبعین کتاب وسنت واجماع) کا اہلِ سنت

(واہلِ حق) ہونا باعتراف فریقِ مخالف ثابت ہے۔ والحمد للہ

۱: عبدالحق حقانی نے لکھا ہے :

"اور اہلِ سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہلِ حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں"

(حقانی عقائد الاسلام ص ۳، پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

۲: مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے :

"جواب، ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے، محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی"

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)

انگریز اور جہاد

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتویٰ لگا تھا اس فتویٰ پر چونتیس (۳۴) علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ سوال یہ تھا :

"کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہلِ اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں، اس صورت میں اب شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو وہ فرض عین ہے یا نہیں۔۔۔؟"

علماء نے جواب دیا: "درصورت مرقومہ فرضِ عین ہے"

اس فتوے پر سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے دستخط موجود ہیں۔

(دیکھئے علماء ہند کا شاندار ماضی تصنیف سید محمد میاں دیوبندی ج ۴ ص ۱۷۸، ۱۷۹ وانگریز کے باغی مسلمان تصنیف جانباز مرزا ص ۲۹۳)

اہلِ حدیث عالم سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ تو جہاد کی فرضیت کا فتویٰ دے رہے تھے اب دیوبندی علماء کی کارروائیاں بھی پڑھ لیں۔

۱: دیوبندیوں کے پیارے مولوی فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کہہ رہے تھے :

"لڑنے کا کیا فائدہ ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں"

(سوانح قاسمی ج ۲ص ۱۰۳ حاشیہ، علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۴ص ۲۸۰ حاشیہ)

۲: عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے بارے میں لکھا:

''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے''

(تذکرۃ الرشید ج ۱ص ۷۹)

میرٹھی نے مزید لکھا:

''جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ نے دوبارہ غلبہ پا کر باغیوں کی سرکوبی شروع کی۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ص ۷۶)

ان عبارتوں میں ''مہربان سرکار'' اور ''رحمدل گورنمنٹ'' انگریزوں کی حکومت کو کہا گیا ہے۔

۳: ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز پامر نے دیوبندی مدرسہ کا دورہ کیا اور نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا، یہ انگریز لکھتا ہے:

''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون ہے''

(کتاب: مولانا محمد احسن نانوتوی تصنیف محمد ایوب قادری ص ۲۱۷، فخر العلماء ص ۶۰)

۴: غالی دیوبندی سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں:

''شاید اس سلسلہ میں سب سے گراں قدر فیصلہ وہ فتویٰ ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرحوم مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا۔ کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ مولانا محمود حسن کے بھی دستخط ہیں کہ مسلمان مذہبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسرِ جنگ کیوں نہ ہو'' (تحریک شیخ الہند ص ۳۰۵)

تنبیہ: سید محمد میاں نے اس حوالے پر تعجب کرتے ہوئے بعض فضول اعتراضات کئے ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ دیوبندیت کی گرتی ہوئی دیواروں کو گرنے سے بچایا جائے، سابقہ تین حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حوالے پر محمد میاں کے اعتراضات باطل ہیں۔

۵: ''تنبیہ الغافلین'' نصر بن محمد السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) کی کتاب ہے جو موضوع و بے اصل روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ''تنبیہ الوہابین'' محمد منصور علی تقلیدی، باطل پرست

کی کتاب ہے ۔ یہ معلوم نہیں کہ امین اوکاڑوی نے یہاں کس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اہلِ حدیث کے خلاف اپنے باطل پرست مولویوں کی کتابیں پیش کرنا دیوبندیوں کی خاص عادت ہے۔

ص ۹ ←

۹

ہو کر یمن کے زیدی شیعوں کی شاگردی اختیار کر لی اور قاضی شوکانی، امیر یمانی کے افکار کو اپنا لیا۔ وہاں سے ہی یہ سوالات درآمد کیے گئے اور اہلِ اسلام کے دل میں وسوسے ڈالے گئے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ آج تک اس بدعتی فرقہ کو یہ جراُت نہیں ہوئی کہ ان سوالات کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مفتی صاحبان کے سامنے پیش کر کے فتوٰی حاصل کریں کیونکہ ان کو کامل یقین ہے کہ وہاں سے سوالات کا جواب ہمارے خلاف آئے گا۔ [عشہ]

اب سوال یہ ہے کہ شیعہ کو ایسا سوال کیوں کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شیعہ اپنے بارہ اماموں کو منصوص من اللہ مانتے ہیں اس لیے اہلِ سنت والجماعت نے ان بارہ کے ناموں کی نص پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ شیعہ اپنے ائمہ کے بارے میں نص پیش نہ کر سکے تو لاجواب ہو کر اہلِ سنت والجماعت سے مطالبہ کر دیا کہ تم چاروں اماموں کے نام کی نص پیش کر دو حالانکہ اہلِ سنت والجماعت ائمہ اربعہ کو منصوص من اللہ مانتے ہی نہیں تو نص کا مطالبہ ہی غلط ہے۔ ہاں ہم اہلِ سنت والجماعت باجماعِ امت ان کا مجتہد ہونا مانتے ہیں۔ [عشہ]

سوالِ چہارم چاروں اماموں سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں مثلاً صحابہ کرامؓ سے لے کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تک یہ لوگ کس امام کی تقلید کرتے تھے۔ یا اس وقت تقلید واجب نہ تھی؟

الجواب یہ سوال بھی کسی اہلِ سنت والجماعت محدث یا فقیہ نے پیش نہیں کیا بلکہ یہ سوال بھی شیعہ کی طرف سے اٹھا تھا صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک

الجواب:

(۱) محمد بن الحسن الشیبانی (کذاب) کی کتاب الآثار میں لکھا ہوا ہے: "أخبرنا أبو حنيفة عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري" إلخ (ح ۷۲۳ ص ۱۷۳)

عطیہ بن سعد العوفی کے بارے میں تقریب التہذیب میں ہے:

"صدوق يخطئ كثيرًا وكان شيعيًا مدلسًا" (۴۶۱۶)

شیعہ کے شاگرد ہونے کی وجہ سے کیا آپ لوگ امام ابو حنیفہ کے بارے میں لکھیں گے: "شیعہ کی شاگردی اختیار کر لی اور ۔۔ کے افکار کو اپنا لیا" !

(۲) مدینہ کے جلیل القدر شیخ محمد بن ہادی المدخلی نے تقلید کے رد میں کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے۔ (دیکھئے ص ۴۴)

سعودی عرب کے مشہور حنبلی عالم شیخ حمود بن عبداللہ التویجری (متوفی ۱۴۱۳ھ) نے تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں "**القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ**" لکھی جس کا اردو میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(شرکیہ اعمال یا فضائل اعمال، مترجم عطاء اللہ ڈیروی، ناشر گرجاکھی کتب خانہ لاہور)

اس کتاب میں شیخ حمود نے الشیخ محمد تقی الدین الہلالی کا حسین احمد مدنی ٹانڈوی کے بارے میں قول نقل کیا ہے۔ شیخ الہلالی نے مدنی مذکور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"**ویلک یا مشرک**" تیری بربادی ہو اے مشرک (القول البلیغ ص ۸۹)

تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں عرب شیوخ مثلاً شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ کے فتاویٰ کے لئے دیکھئے "**کشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من أخطار**" اس کا ترجمہ: "تبلیغی جماعت کے اندر سموئے ہوئے خطرات کے انکشافات" شیخ رائد کی کتاب "معجم البدع" ص ۹۵

(۳) یہ سب بلادلیل و بے حوالہ باتیں ہیں۔

ص ۱۰ ⬅

۱۰

لاکھ سے زائد تھی۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: "صحابہؓ دو گروہ تھے۔ مجتہد اور مقلد۔"[۱] (قرۃ العینین) یہ سب صحابہؓ عربی دان تھے لیکن بقول ابن القیمؒ ان میں اصحابِ فتویٰ صرف ۱۴۹ تھے۔ جن میں سے سات مکثرین میں ہیں۔ یعنی انھوں نے بہت زیادہ فتوے دیئے۔ ۲۰ صحابہؓ متوسطین میں ہیں۔ جنھوں نے کئی ایک فتوے دیئے۔ اور ایک سو بائیس مقلین میں ہیں جنھوں نے بہت کم فتوے دیئے۔ ان مفتی صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، تہذیب الآثار، معانی الآثار وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان مفتی صاحبان نے صرف مسئلہ بتایا، ساتھ بطورِ دلیل کوئی آیت یا حدیث نہیں سنائی اور باقی صحابہؓ نے بلا مطالبہ دلیل ان اجتہادی فتاویٰ پر عمل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔[۲] ان مفتی صحابہؓ کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّهُمْ تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدیٰ ناحیة

من النواحی "کہ صحابہؓ متفرق شہروں میں پھیل گئے اور ہر علاقہ میں ایک ہی صحابی کی تقلید ہوتی تھی۔ (الانصاف ص۳) مثلاً مکہ میں حضرت ابن عباسؓ کی مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ۔ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، یمن میں حضرت معاذؓ اور بصرہ میں حضرت انسؓ کی تقلید ہوتی تھی۔ پھر ان کے بعد تابعین کا دور آیا تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "فعند ذلک صار لکل عالم من التابعین مذهب علی حیاله فانتصب فی کل بلد امام" (الانصاف ص۸) یعنی ہر تابعی عالم کا ایک مذہب قرار پایا اور ہر شہر میں ایک ایک امام ہو گیا۔ لوگ اس کی تقلید کرتے۔ محدث الائمہ مکی فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ہاں تشریف لے گئے تو خلیفہ نے پوچھا کہ آپ شہروں کے علماء کو جانتے ہیں؟

الجواب:

(۱) اوکاڑوی صاحب نے شاہ ولی اللہ الدہلوی الحنفی التقلیدی کی پوری عبارت مع ترجمہ و حوالہ نقل نہیں کی۔ گزشتہ صفحات پر عرض کر دیا گیا ہے کہ تقلید کرنے والا جہالت کا ارتکاب کرتا ہے دیکھئے ص ۳۹

ہدایہ اخیرین کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے :

" يحتمل أن يكون مراده بالجاهل المقلد لأنه ذكره في مقابلة المجتهد "

اس کا احتمال ہے کہ (مصنف کی) جاہل سے مراد مقلد ہو کیونکہ اسے مجتہد کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے۔ (۱۳۲/۳ حاشیہ:۶)

یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاہل کہنے والا خود جاہل ہے۔ لہٰذا اگر شاہ ولی اللہ نے الفاظ مذکورہ لکھے ہیں تو غلط و مردود ہیں۔

سلطان باہو صوفی نے لکھا ہے : "بلکہ اہلِ تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔"

(توفیق الہدایت ص ۲۰)

سلطان باہو نے مزید کہا:

"اہلِ تقلید صاحبِ دنیا اہلِ شکایت اور مشرک ہوتے ہیں" (توفیق الہدایت ص ۱۶۷)

عبیداللہ بن المعتز (متوفی ۲۴۷ھ) سے مروی ہے :

" لافرق بين بهيمة تقاد و إنسان يقلد"

یعنی تقلید کرنے والے انسان اور ہنکائے جانے والے جانور میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۱۴، اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۹۶، الرد علی من اخلد الی الارض ص ۱۲۱)

مقلد کی ان تعریفات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، کوئی مسلمان بھی صحابہ کرام پر ''مقلد'' کا فتویٰ نہیں لگا سکتا۔

صحابہ کرام کے دو ہی گروہ تھے: (۱) علماء (۲) عوام

عوام کا علماء سے کتاب وسنت ودلائل پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع واقتداء ہے۔

(۲) یہ بار بار عرض کر دیا گیا ہے کہ عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے مسلم الثبوت (ص ۲۸۹ ومع فواتح الرحموت ج ۲ ص ۴۰۰) اور یہی مضمون (ص ۸)

شاہ ولی اللہ الحنفی کے قول: ''و صار کل واحد مقتدیٰ ناحیة من النواحي'' اور ہر ہر علاقے میں ہر ایک (صحابی) مقتدا بن گیا، کا اوکاڑوی صاحب نے ترجمہ ''اور ہر علاقے میں ایک ہی کی تقلید ہوتی تھی'' کیا ہے۔ یہ ترجمہ غلط ہے۔ اقتداء اور تقلید میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اوکاڑوی صاحب کے ممدوح سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں :

''اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء واتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے۔''

(راہ سنت ص ۳۵ نیز دیکھئے یہی مضمون ص ۱۴)

ترجمہ غلط کر کے اوکاڑوی صاحب نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ ''۔ انسؓ کی تقلید ہوتی تھی'' عرض ہے کہ یہ دعویٰ، صحیح سند کے ساتھ کسی ایک صحابی یا تابعی سے تقلید کے لفظ کی صراحت کے ساتھ ثابت کریں کیونکہ اصل اختلاف تقلید میں ہے اقتداء واتباع میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۳) اس قول میں مذہب سے مراد راستہ وطریقہ ہے، تقلیدی مذہب مراد نہیں ہر شہر میں اماموں کا وجود اس کا متقاضی نہیں ہے کہ وہاں ان کی تقلید ہوتی تھی۔ مدینہ میں سعید بن المسیب وسالم بن عبداللہ بن عمر وغیرہما بڑے اماموں میں سے تھے مگر ان کی تقلید نہیں ہوتی تھی اور نہ دیوبندی وبریلوی حضرات ان کی تقلید کرتے ہیں، اوکاڑوی صاحب نے ترجمے میں ''لوگ اس کی تقلید کرتے'' کا اضافہ اپنی طرف سے گھڑ کر لکھ دیا ہے۔

(۴) صدر الائمہ مکی (ابوالمؤید موفق بن احمد اخطب خوارزم) کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت نہیں ہے۔ وہ زیدی شیعہ تھا اور محمود بن عمر الزمخشری المعتزلی کا خاص شاگرد تھا۔ اس کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"له مصنف في هذا الباب فيه من المكذوبات مالا يوصف"

اس موضوع (مناقبِ علی رضی اللہ عنہ واہل البیت) پر اس کی ایک کتاب ہے جس میں بے حساب: موضوع روایات ہیں۔ (المنتقی من منہاج السنۃ النبویہ ص ۳۱۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی موفق مذکور (اخطب خوارزم) کے بارے میں بتایا ہے۔ کہ اس کی کتاب میں موضوع روایتیں ہیں اور نہ وہ علمائے حدیث میں سے ہے اور نہ اس کی طرف اس میں رجوع کیا جاتا ہے۔

(منہاج السنۃ النبویہ ج ۳ ص ۱۰) نیز دیکھئے منہاج السنۃ (ج ۴ ص ۱۸، ۲۷، ۱۰۶)

شاہ عبدالعزیز الدہلوی حنفی لکھتے ہیں :

"اور اہلِ سنت کے محدث اس پر متفق ہیں کہ روایتیں اخطب زیدی کی سب مجہول و ضعیف ہیں اور بہت اس کی روایتوں سے منکر وموضوع ہیں، ہرگز اہلِ سنت اس کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو حجت نہیں پکڑتے، اور یہی وجہ ہے کہ اگر علمائے اہلِ سنت سے نام اخطب خوارزم کا پوچھو گے کوئی نہیں پہچانے گا۔۔۔۔" (ہدیہ مجیدیہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ، اردو ص ۴۴۸)

ص ۱۱ ⬅

۱۱

انھوں نے فرمایا ہاں تو خلیفہ نے پوچھا اہل مدینہ کے فقیہ کون ہیں ؟ فرمایا: نافع۔ مکہ میں عطار، یمن میں طاؤس، یمامہ میں یحییٰ بن کثیر، شام میں مکحول، عراق میں میمون بن مہران، خراسان میں ضحاک بن مزاحم، بصرہ میں حسن بصری۔ کوفہ میں ابراہیم نخعی۔ (مناقب موفق ص ۱۲) یعنی ہر علاقہ میں ایک ہی فقیہ کے فقہی فتاوی پر عمل درآمد ہوتا تھا یہ واقعہ امام حاکم نے بھی معرفت علوم حدیث میں لکھا ہے [۲]

اسی لیے امام غزالی فرماتے ہیں: "تقلید پر سب صحابہؓ کا اجماع ہے کیونکہ صحابہؓ میں مفتی فتوی دیتا تھا اور ہر آدمی کو مجتہد بننے کے لیے نہیں کہتا تھا اور یہی تقلید ہے اور یہ عہد صحابہؓ میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ (المستصفی ص ۳۸۵/۲) [۳]

علامہ آمدی فرماتے ہیں صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں مجتہدین فتوی دیتے تھے مگر ساتھ دلیل بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی لوگ دلیل کا مطالبہ کرتے تھے

> اوراس طرز عمل پرکسی نے انکار نہیں کیا، بس یہی اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔ شاہ ولی اللہؒ شیخ عزالدین بن سلامؒ سے نقل کرتے ہیں۔ ان الناس لم یزالوا من زمن الصحابة رضی اللہ عنہم الی ان ظهرت المذاهب الاربعة یقلدون من اتفق من العلماء من غیر نکیر من احد یعتبر انکاره ولو کان ذلک باطلا لانکروه۔ (عقد الجید ص۳۶) عـه ۵
> اور خود فرماتے ہیں: فهذا کیف ینکر احد مع ان الاستفتاء لم یزل بین المسلمین من عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم ولا فرق بین ان یستفتی هذا دائما ویستفتی هذا حینا بعد ان یکون مجمعا علی ما ذکرناه۔ (عقد الجید ص۳۹) عـه ۶
> یعنی دور صحابہؓ و تابعینؒ سے تقلید تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس دور میں ایک شخص بھی منکر تقلید نہ تھا چونکہ ان صحابہؓ اور تابعینؒ کی مرتب کی ہوئی کتابیں

الجواب:

(۱) غیر موثق موفق مکی زیدی شیعی نے اس قصے کی جو سند فٹ کی ہے اس میں کئی راوی مجہول و نامعلوم ہیں۔ عثمان بن عطاء بن ابی مسلم الخراسانی: ضعیف ہے۔ (التقریب: ۴۵۰۲)

اس قسم کے بے اصل قصوں کی مدد سے بریلوی و دیوبندی حضرات دن رات لوگوں کو ورغلانے (بہکانے) کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

(۲) یہ قصہ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۹۸، ۱۹۹ ح ۵۰۹ دوسرا نسخہ ص ۵۴۸-۵۵۰) میں ہے۔ اس کتاب کے محقق لکھتے ہیں: "**هذا الخبر تبعد صحته**" اس خبر کا صحیح ہونا بعید ہے۔ (ص ۵۵۰)

اس کا بنیادی راوی ولید بن محمد الموقری: متروک ہے۔ (التقریب: ۷۴۵۳)

اس بے اصل قصے پر امام ذہبی حاشیہ لکھتے ہیں:

"**الحكاية منكرة والوليد بن محمد واهٍ**"

یہ حکایت منکر ہے اور ولید بن محمد سخت ضعیف ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۸۵)

اس قصے کی کوئی سند صحیح و ثابت نہیں ہے۔

(۳) غزالی نے اس پر اجماع صحابہ نقل کیا ہے کہ عامی مسئلہ پوچھے اور علماء کی اتباع کرے "**العامي يجب عليه الاستفتاء واتباع العلماء ..**" (المستصفی ج ۲ ص ۳۸۹)

اور یہ بار بار عرض کر دیا گیا ہے کہ اتباع اور تقلید میں فرق ہے اور عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

(۴) آمدی کا حوالہ گزر چکا ہے کہ عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔

(دیکھئے ص ۱۶، ۱۷)

آمدی نے لکھا ہے کہ صحابہ وتابعین کے زمانہ میں لوگ علماء (مجتہدین) سے مسئلے پوچھ کر ان کی اتباع کرتے تھے پس یہ اجماع ہے کہ عامی کے لئے مجتہد کی اتباع جائز ہے۔

(الاحکام ج ۴ ص ۲۳۵ ملخصاً)

یہ بار بار عرض کر دیا گیا ہے کہ اتباع اور تقلید میں بہت بڑا فرق ہے۔ دونوں کو ایک سمجھنا اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

[آمدی پر جرح کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۲۵۹) ولسان المیزان (۳/۱۳۴) وسیر اعلام النبلاء (۲۲/۳۶۴-۳۶۶) وتاریخ الاسلام للذہبی (۴۶/۷۴)]

تنبیہ: اوکاڑوی نے آمدی سے یہ جھوٹ منسوب کیا ہے کہ اس نے کہا ہے:

''بس یہی اجماع ہے کہ عامی مجتہد کی تقلید کرے۔'' !

(۵) شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے قول ''**یقلدون من اتفق من العلماء**'' کا مطلب ہے کہ جو عالم ملتا اس سے مسئلہ پوچھ لیتے تھے۔ یہاں پر تقلید کا لفظ غلط استعمال کیا گیا ہے۔ شیخ عزالدین کی اصل کتاب دیکھنی چاہئے کہ وہاں یہ الفاظ موجود ہیں یا نہیں؟ اور اگر اصل کتاب میں مل بھی جائیں تو تقلید کی مقرر تعریف کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

العزبن عبدالسلام کے بارے میں شیخ قطب الدین نے لکھا ہے :

''**کان رحمه الله مع شدته فیه حسن محاضرة بالنوادر والأشعار و کان یحضر السماع ویرقص و یتواجد**''

آپ رحمہ اللہ اپنی سختی کے ساتھ نوادر واشعار کو خوب پسند کرتے تھے۔ سماع (کی محفل یعنی قوالی) میں حاضر ہوتے، رقص کرتے (یعنی ناچتے) اور وجد کرتے تھے۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ج ۴۸ ص ۴۱۹)

(۶) شاہ ولی اللہ الحنفی کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ عامی عالم سے استفتاء کرے گا یعنی مسئلہ پوچھے گا۔ اور یہ بار بار ثابت کر دیا گیا ہے کہ عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے دن کا نام رات رکھ لیا جائے۔

تنبیہ: اوکاڑوی صاحب، عربی عبارتوں کے ترجمے اور حوالوں کی نقل میں زبردست خیانت کرتے ہیں وہ فنِ خیانت وکذب وافتراء کے ''امام'' ہیں۔

ص ۱۲ ←

۱۲

آج موجود نہیں جو متواتر ہوں۔ ہاں اُن کے مذاہب کو ائمہ اربعہ نے مرتب کرا دیا تو اب ان کے واسطے سے ان کی تقلید ہو رہی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے صحابہؓ و تابعینؒ بھی یہی قرآنِ پاک تلاوت فرماتے تھے مگر اس وقت اس کا نام قرأۃ حمزہ نہ تھا۔ صحابہؓ و تابعینؒ بھی یہی احادیث مانتے تھے مگر رواہ البخاری اور رواہ مسلم نہیں کہتے تھے۔ یہ سوال سائل کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کیا دس قاریوں سے پہلے قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا؟ یا صحابہؓ و تابعینؒ میں نہ کسی نے بخاری پڑھی نہ مشکوٰۃ۔ کیا اس زمانہ میں حدیث کا ماننا اسلام میں ضروری نہ تھا؟ عسلہ

سوالِ پنجم کیا چاروں اماموں کے بعد کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوا اور اب کوئی مجتہد پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب یہ سوال تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ۴۰۰ھ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا اور امام نوویؒ نے بھی شرح مہذب میں یہی فرمایا ہے۔ اب مجتہد مطلق کا آنا نہ تو محال شرعی ہے نہ ہی محال عقلی ہاں محال عقلی۔ لیکن وہ آکر کیا کرے گا؟ کیا اگر کوئی محدث کا آج دعویٰ کر کے ساری صحیح بخاری کو غلط قرار دے اور حدیث اور محدثین کی عظمت کو ختم کرے تو اس سے دین کا کیا فائدہ ہو گا۔ اسی طرح کوئی مجتہد بن کر پہلے سلے علمی سرمائے سے اعتماد ختم کرے تو کیا فائدہ؟

سوالِ ششم ایک امام کی تقلید واجب ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ اور واجب کی تعریف اور حکم بھی بیان کریں؟

الجواب:

(۱) قرآن کی تلاوت وتدریس اور احادیث پڑھنا پڑھانا روایت میں سے ہے، رائے و تقلید میں سے نہیں۔ امتِ مسلمہ کے کسی مستند عالم نے قرآن کی قراءت کو تقلید نہیں کہا۔

پہلے لغت واصول فقہ سے متعین شدہ تقلید کی تعریف پیش کریں پھر اس کے بعد اس کا ثبوت باحوالہ وترجمہ پیش کریں۔ خالی خولی زبانی الفاظ اور بے حوالہ تحریر سے کس طرح مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے؟

(۲) شاہ ولی اللہ الدہلوی الحنفی کی تحریرات میں ہر قسم کی باتیں موجود ہیں۔ان کے لئے ایسے حوالے ہیں جو اہلِ تقلید کے خلاف پیش ہو سکتے ہیں۔مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"العامي لا مذهب له" عامی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ (عقد الجید ۵۲)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں و بریلویوں کے عوام و علماء سب لا مذہب ہیں۔شاہ ولی اللہ کے اس قول کی رو سے اوکاڑوی صاحب لا مذہب ہیں۔شاہ صاحب کی جن تحریروں سے تقلید کی کسی قسم کا جواز ملتا ہے تو اس کے رد کے لئے شاہ صاحب کا درج ذیل قول ہی کافی ہے۔فرماتے ہیں:

"وهاأنا بريءٌ من كل مقالة صدرت مخالفة لآية من كتاب الله أو سنة قائمة عن رسول الله ﷺ أو إجماع القرون المشهود لها بالخير أو ما اختاره جمهور المجتهدين و معظم سواد المسلمين"

یعنی میں ہر اس قول سے بری ہوں جو (مجھ سے) کتاب و سنت و اجماع اور جمہور مجتہدین و عام مسلمین کے خلاف صادر ہوا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰، ۱۱ ملخصاً مفہوماً)

چونکہ تقلید کا رد کتاب و سنت و اجماع و جمہور مجتہدین سے ثابت ہے لہٰذا تقلید کے جواز والا قول خود بخود مردود ہو گیا۔رہا یہ دعویٰ کہ کوئی مجتہد مطلق ۳۰۰ھ کے بعد پیدا نہیں ہوا، دعویٰ بلا دلیل ہے۔صحیح بخاری کو غلط قرار دینے والے حنفیوں کا امت میں کوئی مقام نہیں ہے۔

یوسف بن موسیٰ الملطی الحنفی کہتا تھا: "من نظر في كتاب البخاري تزندق"

جو شخص امام بخاری کی کتاب (صحیح بخاری) پڑھتا ہے وہ زندیق (یعنی کافر) ہو جاتا ہے۔

(شذرات الذہب ج ۷ ص ۴۰ و ابناء الغمر بابناء العمر لابن حجر ۴/ ۳۴۸)

سبحانک هذا بهتان عظيم

ص ۱۳ ⬅

۱۳

الجواب اس ملک میں یہ سوال ہی غلط ہے کیونکہ جیسے یمن میں صرف حضرت معاذ مجتہد تھے اور سب لوگ ان کی ہی تقلید کرتے تھے بعینہٖ اسی طرح اس ملک میں مدارس، مساجد، مفتی صرف اور صرف سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے ہیں۔ دوسرے کسی مذہب کے مفتی موجود ہی نہیں کہ عوام ان سے فتویٰ لیں۔ اس لیے یہاں تو ایک ہی امام متعین ہے۔ جیسے کسی گاؤں میں ایک ہی مسجد ہو اور ایک ہی امام کے پیچھے ساری نمازیں پڑھنی واجب ہیں، ایک ہی ڈاکٹر ہو سب

سے علاج کرواتے ہیں۔ ایک ہی قاری ہو سب اسی سے قرآن پڑھ لیتے ہیں
ایسے یہاں ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے جیسے مقدمۃ الواجب واجب
ہو جاتا ہے۔ اس کے بغیر دین پر عمل کرنا ناممکن ہے کوئی شخص ایک رکعت
نماز بھی نہیں پڑھ سکتا اور تارک اس تقلید کا فاسق ہے" شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی فرماتے ہیں اور صاحب جمع الجوامع فرماتے ہیں کہ "عامی پر ایک امام
کی تقلید واجب ہے۔ (عقد الجید ص ۵ ۱۴ ۲) اور دلیل اسکی اجماع ہے۔
(الاشباہ ص ۱۳۲) ع ۳

سوال ہفتم امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ، امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں
اور آپ کی تقلید بھی کرتے ہیں مگر انھوں نے بہت سے مسائل میں امام صاحب
کی مخالفت کیوں کی؟

الجواب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ یہ دونوں حضرات خود مجتہد فی المذہب
ہیں اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اپنے سے

الجواب:

(۱) یمن میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کو تقلید سے منع کر دیا تھا دیکھئے یہی مضمون ص ۳۶

(۲) عقد الجید کے اس حوالے کے بعد لکھا ہوا ہے :

" وقال النووي :الذي يقتضيه الدليل أنه لا يلزمه التمذهب بمذهب بل يستفتي من يشاء "

نووی (شافعی) نے کہا کہ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ عامی پر کسی (فقہی) مذہب کی پابندی لازم نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مرضی ہے جس (عالم) سے چاہے مسئلہ پوچھ لے۔ (ص ۵۰ سطر ۷)

نووی کا یہ قول، اوکاڑوی صاحب نے چھپا لیا ہے۔

(۳) اجماع صرف اس بات پر ہے کہ لاعلم آدمی (عامی و جاہل) کو اگر مسئلہ درپیش ہو تو عالم سے پوچھ لے۔ تقلید پر کبھی اجماع نہیں ہوا بلکہ اس کے خلاف اجماع ہوا ہے دیکھئے ص ۳۴

(۴) قاضی ابو یوسف کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" إنكم تكتبون في كتابنا مالا نقوله "

تم ہماری کتابوں میں وہ (باتیں) لکھتے ہو جو ہم نہیں کہتے۔

(الجرح والتعدیل ۲۰۱/۹ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے تاریخ بغداد (۲۵۸/۱۴)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ قاضی ابو یوسف کو کذاب سمجھتے تھے۔ قاضی صاحب پر جمہور محدثین کی جرح کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۶۰/۳۰۰، ۳۰۱) وغیرہ

قاضی ابو یوسف کے بارے میں امام ابوحنیفہ سے دوسری روایت میں آیا ہے:

"ألا تعجبون من يعقوب، يقول عليّ ما لا أقول" کیا تم لوگ یعقوب (ابو یوسف) پر تعجب نہیں کرتے؟ وہ میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔

(التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۲۱۰، وفیات: عشر الی تسعین و مائۃ / واسنادہ حسن، ولہ شواہد فالخبر صحیح، انظر تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء ص ۱۲۲ ت ۴۲۵)

(۵) محمد بن الحسن الشیبانی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کذاب یعنی جھوٹا ہے۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۵۲ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۲/۱۸۱ ولسان المیزان ۵/۱۲۲)

ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی دونوں تقلید نہیں کرتے تھے۔

ص ۱۴ ⬅

۱۴

ہے مجتہد کی تقلید کرے تو جائز ہے۔

سوالِ ہشتم | کیا کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب | ائمہ اربعہؒ کے اقوال مختلف کتابوں میں موجود ہیں جن میں ان حضرات نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہماری ہر اس بات کو مانو جو قرآن و سنت کے موافق ہو اور جو خلاف ہو جائے اس کو مت مانو[1]۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے اقوال پر عمل کی ترغیب دے رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ان کے اقوال قرآن و سنت کے موافق ہیں اور وہ قرآن و سنت کی مخالفت نہیں کرتے پس اس سے ان کی تقلید کا حکم ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہوا ہے[2]

سوالِ نہم | جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب | موجودہ دور میں جو لوگ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہیں کرتے وہ فاسق ہیں[3]

سوالِ دہم | کیا مسئلہ تقلید پر اردو زبان میں بھی کوئی کتاب لکھی گئی ہے۔ جسے پڑھ کر اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھا جا سکے؟

جواب | اس مسئلہ پر بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ چند کے نام لکھ

الجواب:

(۱) کتاب وسنت کے خلاف بات کو "مت مانو" کا مطلب صرف یہی ہے کہ ہماری تقلید نہ کرو، اسی لئے امام شافعی (مجتہد) فرماتے ہیں: "ولا تقلدوني" اور میری تقلید نہ کرو۔

(آداب الشافعی ص ۵۱، اور یہی مضمون ص ۳۸)

(۲) مجتہدین تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہماری تقلید نہ کرو اور اوکاڑوی صاحب یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ "ان کی تقلید کا حکم ان کے اپنے اقوال سے ثابت ہوا"!

سبحان اللہ، عجیب دیوبندی علمِ کلام ہے جس میں قرآن وسنت کے موافق قول تسلیم کرنے کو تقلید کہتے ہیں!

(۳) اوکاڑوی صاحب نے تقلید نہ کرنے والوں (مثلاً شیخ عبدالعزیز ابن باز، شیخ مقبل بن ہادی اور متبعین کتاب وسنت) کو جو گالی دی ہے اس کا معاملہ ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہی اس سے حساب لے گا۔ ان شاء اللہ

ص ۱۵ ⬅

۱۵

دیتا ہوں:

۱۔ تقلید کی شرعی حیثیت[۱]، ۲۔ الکلام المفید فی اثبات التقلید[۲]، ۳۔ تقلیدِ ائمہ اور مقامِ امام ابوحنیفہؒ[۳]، ۴۔ الاقتصاد[۴]، ۵۔ تنقیح التقلید[۵]، ۶۔ خیر التنقید[۶]، ۷۔ اجتہاد اور تقلید[۷]، ۸۔ تقلید شخصی[۸]، ۹۔ توفیر الحق[۹]، ۱۰۔ تنویر الحق[۱۰]، ۱۱۔ تحفۃ العرب والعجم[۱۱]، ۱۲۔ تقلید اور امامِ اعظمؒ[۱۲]، ۱۳۔ سبیل الرشاد[۱۳]، ۱۴۔ ادلہ کاملہ[۱۴]، ۱۵۔ ایضاح الادلہ[۱۵]، ۱۶۔ مدار الحق بجواب معیار الحق[۱۶]، ۱۷۔ انتصار الحق بجواب معیار الحق[۱۷]، ۱۸۔ تنقید فی بیان التقلید[۱۸] وغیرہ وغیرہ۔

الجواب:

(۱) تصنیف: محمد تقی عثمانی دیوبندی (حال زندہ)

(۲) تصنیف: سرفراز خان صفدر دیوبندی (حال زندہ)

(۳) تصنیف: محمد اسماعیل سنبھلی (وفات نومبر/غالباً ۱۹۷۵ء؟)

(۴) تصنیف: اشرف علی تھانوی دیوبندی (متوفی ۱۹۴۳ء) الاقتصاد فی التقلید والاجتھاد

(۵) تصنیف: ؟

(۶) تصنیف: خیر محمد جالندھری دیوبندی (وفات ۱۳۹۰ھ)

(۷) تصنیف: قاری محمد طیب دیوبندی (متوفی ۱۹۸۳ء) بحوالہ حقیقت حقیقت الالحادص ۳۹

(۸) تصنیف: ؟

(۹) تصنیف: نواب قطب الدین الدہلوی (متوفی ۱۲۸۹ھ)

(۱۰) تصنیف: نواب قطب الدین الدہلوی (وفات ۱۲۸۹ھ)

(۱۱) تصنیف: ؟

(۱۲) تصنیف: ؟

(۱۳) تصنیف: رشید احمد گنگوہی دیوبندی (متوفی ۱۹۰۵ء)

(۱۴) تصنیف: محمود الحسن دیوبندی (متوفی ۱۹۲۰ء)

(۱۵) تصنیف: محمود الحسن دیوبندی (متوفی ۱۹۲۰ء)

(۱۶) تصنیف: محمد شاہ حنفی (وفات؟)

سعید احمد پالنپوری دیوبندی لکھتے ہیں: ''مصنف محمد شاہ صاحب کے حالات ہمیں نہیں مل سکے''

[پیش لفظ: ایضاح الادلہ جدید (ص ۳۰) یعنی یہ مجہول ہے۔]

(۱۷) تصنیف: محمد ارشاد حسین فاروقی مجددی (وفات ۱۸۹۳ء)

(۱۸) تصنیف: ؟

یہ سب کتابیں انگریزی دور اور اس کے بعد میں لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں کے لکھنے والوں میں سے ایک بھی مستند عند الفریقین امام یا محدث نہیں۔ ان کتابوں کے برعکس مستند ائمہ اسلام نے تقلید کے رد میں کتابیں لکھی ہیں مثلاً:

۱: قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب **الایضاح فی الرد علی المقلدین**

۲: ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ) کی **اعلام الموقعین**

۳: ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب جامع بیان العلم و فضلہ کا باب: فساد التقلید

۴: سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب الرد علی من أخلد إلی الأرض

کسی ایک مستند امام یا عالم نے تقلید کے جواز یا وجوب پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ قاضی ابن ابی العز الحنفی (متوفی ۷۹۲ھ) کی کتاب ''الاتبـــاع'' علامہ الفلانی رحمہ اللہ کی کتاب ''ایقاظ همم أولی الأبصار'' شیخ محمد حیات السندھی کے رسالے اور ابوشامہ المقدسی کی ''مختصر المؤمل'' وغیرہ میں ردتقلید کے بہترین دلائل موجود ہیں۔ والحمدللہ

تقلید کے بارے میں سوالات اور اُن کے جوابات

آخر میں تقلید اور اہل تقلید کے بارے میں بعض الناس کے سوالات اور ان کے جوابات پیشِ خدمت ہیں:

سوال (۱): تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: لغت اور اصولِ فقہ کی رو سے ''آنکھیں بند کر کے، بغیر سوچ سمجھے، کسی امتی کی بے دلیل بات'' ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔

جدید مقلدین کے طرزِ عمل کی رو سے ''کتاب وسنت کے مخالف ومنافی قول ماننے کو تقلید کہتے ہیں۔ مقلدین قرآن وحدیث کو حجت نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے۔ دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی کے مفتی محمد (دیوبندی) لکھتے ہیں:

''مقلد کے لیے اپنے امام کا قول ہی سب سے بڑی دلیل ہے''

(ضرب مومن جلد ۳ شمارہ ۱۵ ص ۶ مطبوعہ ۹ تا ۱۵۔ اپریل ۱۹۹۹ء)

سوال (۲): کیا حدیث ماننے کو تقلید کہتے ہیں؟

جواب: حدیث ماننے کو تقلید نہیں کہتے بلکہ اتباع کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی حدیث ماننا آپ کی طرف رجوع ہے۔ متعدد فقہاء نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے ص ۸۔۱۲ وغیرہ

سوال (۳): کیا صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی وابن ماجہ کی کتابیں)

ماننا اور ان پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع ہے۔ اتباع کی دو قسمیں ہیں:

اول: اتباع بالدلیل

دوم: اتباع بلا دلیل، اسے تقلید کہتے ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ میں اتباع بالدلیل مطلوب ہے اور بلا دلیل ممنوع ہے۔ صحاح ستہ و دیگر کتبِ احادیث کی احادیث پر ایمان و عمل اتباع بالدلیل ہے۔

سوال (۴): کیا عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے؟

جواب: جی ہاں، عالم سے مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔ دیو بندی و بریلوی عوام اپنے علماء سے مسئلے پوچھتے ہیں۔ مثلاً رشید احمد دیو بندی (ایک عام ان پڑھ شخص) اپنے عالم، مولوی مجیب الرحمٰن سے مسئلہ پوچھتا ہے۔ کیا دیو بندی علماء یہ کہیں گے کہ رشید احمد اب مجیب الرحمٰن کا مقلد بن کر ''مجیبی'' بن گیا ہے؟

جب حنفی شخص اپنے مولوی سے مسئلہ پوچھ کر حنفی ہی رہتا ہے (!) تو اس کا مطلب واضح ہے کہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔

سوال (۵): کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حنفی یا شافعی ہونے کا حکم دیا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ (دیکھئے سورت آل عمران آیت: ۳۲)

ملا علی قاری حنفی (متوفی: ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

" ومن المعلوم أن الله سبحانه ما كلف أحدًا أن يكون حنفيًا أو مالكيًا أوشافعيًا أوحنبليًا بل كلفهم أن يعملوا بالكتاب والسنة إن كانوا علماء وأن يقلدوا العلماء إذا كانوا جهلاء"

یہ معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ نے کسی کو حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہونے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اس پر مجبور کیا ہے کہ اگر وہ عالم ہوں تو کتاب وسنت پر عمل کریں اور اگر جاہل ہوں تو علماء کی تقلید کریں۔ (شرح عین العلم وزین الحلم ج ۱ ص ۴۴۶)

ملا علی قاری کے اس اعتراف سے معلوم ہوا :

۱: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حنفی و شافعی بننے کا حکم نہیں دیا۔

۲: کتاب و سنت کی اتباع کرنی چاہئے۔

۳: جاہلوں کو چاہئے کہ علماء سے مسئلے پوچھ کر ان پر عمل کریں۔

تنبیہ: ملا علی قاری نے یہاں ''تقلید کریں'' کا لفظ غلط استعمال کیا ہے۔ مسئلے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا بلکہ اتباع و اقتداء کہلاتا ہے۔ لہٰذا صحیح الفاظ درج ذیل ہیں:

'' وأن یتبعوا العلماء إذا کانوا جھلاء '' اور اگر جاہل ہوں تو علماء کی اتباع کریں۔

سوال نمبر (۶): عالم سے مسئلہ کس طرح پوچھنا چاہئے؟

جواب: سب سے پہلے کتاب و سنت کا عالم تلاش کیا جائے، پھر اس کے پاس جا کر یا رابطہ کر کے ادب و احترام سے پوچھا جائے کہ اس مسئلے میں مجھے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم بتائیں، یا قرآن و حدیث سے جواب دیں یا دلیل سے جواب دیں۔

سوال (۷): کیا امت مسلمہ میں صرف چار ہی امام (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) گزرے ہیں، یا دوسرے امام بھی تھے؟

جواب: امت مسلمہ میں صرف چار امام ہی نہیں گزرے بلکہ ہزاروں امام گزرے ہیں مثلاً سعید بن المسیب، قاسم بن محمد، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، سالم بن عبد اللہ بن عمر، حسن بصری، سعید بن جبیر، اوزاعی، لیث بن سعد، بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن الجارود وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین.

سوال (۸): ان چاروں اماموں سے پہلے لوگ کس کی تقلید کرتے تھے؟

جواب: ان چاروں اماموں سے پہلے لوگ کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے، کسی قسم کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

سوال (۹): کیا ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید کا حکم دیا ہے؟

جواب: ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

سوال (۱۰): کیا ان چاروں اماموں نے اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے؟
جواب: جی ہاں، ان چاروں اماموں سے مروی ہے کہ انھوں نے تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے۔
سوال (۱۱): چاروں امام کس کے مقلد تھے؟
جواب: چاروں امام کسی کے بھی مقلد نہیں تھے .وہ کتاب وسنت پر عمل کرتے تھے۔
سوال (۱۲): چاروں ائمہ کرام افضل ہیں یا خلفائے راشدین؟ جب ان چار ائمہ کی تقلید واجب ہے تو ان چار خلفائے راشدین کی تقلید کیوں واجب نہیں؟
جواب: چاروں خلفائے راشدین ان چاروں اماموں بلکہ ساری امت سے بالاتفاق افضل ہیں ۔ نہ تو خلفائے راشدین کی تقلید واجب ہے اور نہ کسی اور کی، حدیث میں خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنے اور ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے جو کہ اتباع بالدلیل ہے۔ چاروں اماموں کی تقلید واجب قرار دینا بالکل باطل اور مردود ہے۔
سوال (۱۳): کیا قرآن مجید کی سات قراءتیں اور فقہی چار مذاہب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں؟
جواب: قرآن مجید کی سات قراءتیں بطریقہِ روایت نبی ﷺ سے ثابت ہیں جبکہ فقہی چار مذاہب کے اندر بہت سا حصہ ائمہ اور متبوعین ائمہ کی آراء، قیاسات واجتہادات پر مشتمل ہے۔ رائے اور روایت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک سچا آدمی ''الف'' ہے۔ وہ ''ب'' کے پاس جا کر اسے کہتا ہے کہ مجھے آپ کے والد صاحب نے کہا ہے کہ میرے بیٹے کو کہو فوراً گھر آ جائے۔ یہ روایت ہے۔ ''ب'' اس کی روایت مان کر فوراً گھر چلا جاتا ہے تو ''ب'' نے اپنے والد کی اطاعت کی ہے۔ ''الف'' کی تو صرف روایت مانی ہے۔ یہی ''الف'' اپنے دوست ''ب'' سے کہتا ہے: آئیں بازار جا کر کچھ شاپنگ (خریداری) کرتے ہیں۔ یہ ''الف'' کی رائے ہے۔ اب اس کی مرضی ہے مانے یا نہ مانے۔
شریعتِ اسلامیہ میں سچے راوی کی روایت ماننے کا حکم ہے جبکہ ایک شخص کی رائے کا ماننا دوسرے شخص پر ضروری نہیں ہے۔ حنفی حضرات، امام شافعی وغیرہ کی آراء واجتہادات

نہیں مانتے صرف اپنے مفتیٰ بہا اقوال ہی تسلیم کرنے کے دعویدار ہیں۔ صحیح السند قراءتوں میں سے کسی ایک قراءت کا انکار بھی کفر ہے جبکہ کسی غیر نبی کی صحیح السند رائے کا انکار نہ کفر ہے اور نہ گمراہی بلکہ جائز ہے۔

صحابہ وتابعین کے بہت سے ثابت شدہ فتاویٰ ایسے ہیں جنہیں حنفی حضرات نہیں مانتے۔ مثلاً:

۱: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازے میں ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰ وسندہ صحیح)

۲: ابرہیم نخعی وسعید بن جبیر دونوں، جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸۸ ح ۱۹۷۷، ۱/۱۸۹ ح ۱۹۸۹)

۳: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں۔

(موطا امام مالک ۱/۱۸۰ ح ۴۳۵)

۴: طاؤس رحمہ اللہ تین وتر پڑھتے تھے (تو) ان کے درمیان قعدہ نہیں کرتے تھے یعنی صرف آخری رکعت میں ہی تشہد کے لئے بیٹھتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ۳/۲۷ ح ۴۶۶۹ وسندہ صحیح)

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں، اگر کسی ایک مجتہد کی کوئی رائے نہ ماننا ''لا مذہبیت'' ہے تو دیوبندی و بریلوی حضرات یقیناً لا مذہب ہیں کیونکہ یہ لوگ امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے علاوہ دوسرے مجتہدین کی آراء وفتاویٰ کو علانیہ رد کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں: ''لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔'' (ایضاح الادلہ ص ۲۷۶)

سوال (۱۴): کیا بخاری و مسلم کے راوی مقلد (تقلید کرنے والے) تھے؟

جواب: بخاری و مسلم کے اصول کے (یعنی بنیادی) راوی ثقہ و معتبر علماء میں سے تھے۔ عالم کا تقلید کرنا کتاب وسنت و اجماع و آثارِ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ امام ابن حزم نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بہت سے راویوں کے نام لکھے ہیں جو تقلید نہیں کرتے تھے۔ مثلاً:

احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوعبید، ابوخیثمہ، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن منصور، قتیبہ، مسدد، الفضل بن دکین، محمد بن المثنی، ابن نمیر، محمد بن العلاء، سلیمان بن حرب، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبدالرزاق، وکیع،

یحییٰ بن آدم، ابن المبارک، محمد بن جعفر، اسماعیل بن علیہ، عفان، ابو عاصم النبیل، لیث بن سعد، اوزاعی، سفیان ثوری، حماد بن زید، ہشیم، ابن ابی ذئب وغیرہم۔

(دیکھئے الرد علی من اخلد الی الارض للسیوطی ص ۱۳۶، ۱۳۷)

صحیح بخاری وصحیح مسلم واحادیثِ صحیحہ کے راویوں میں سے صرف ایک راوی کا بھی مقلد ہونا ثابت نہیں ہے۔

سوال (۱۵): اہلِ حدیث کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو قسم کے لوگوں کو اہلِ حدیث کہتے ہیں۔

۱: محدثین کرام

۲: حدیث کی اتباع کرنے والے لوگ (یعنی محدثین کرام کے عوام)

[دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۹۵]

محدثینِ کرام تقلید نہیں کرتے تھے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۴۰ والرد علی من اخلد الی الارض ص ۱۳۶، ۱۳۷)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں :

" **ليس لأهل الحديث منقبة أشرف من ذلك لأنه ، لا إمام لهم غيره** ﷺ "

اہلِ حدیث کے لئے اس سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں ہے کہ نبی ﷺ کے سوا ان کا کوئی (متبوع) امام نہیں ہے۔ (تدریب الراوی ۲/۱۲۶ نوع: ۲۷)

سوال (۱۶): آیت ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ۴۳، الانبیاء: ۷) کا مفہوم وترجمہ کیا ہے؟

جواب: ترجمہ: اگر تمہیں علم نہیں تو اہلِ علم سے پوچھو۔

مفہوم: معلوم ہوا کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

۱: اہلِ ذکر یعنی علماء ۲: لا یعلمون یعنی عوام

عوام پر لازم ہے کہ علماء سے دو شرطوں پر مسائل پوچھیں۔

۱: قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا عالم ہو، اہلِ تقلید میں سے نہ ہو۔

۲: یہ پوچھا جائے کہ مجھے قرآن وحدیث سے مسئلہ بتائیں یا اللہ ورسول کا حکم بتادیں۔
عامی کا عالم کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے جیسا کہ ص ۹،۸ پر گزر چکا ہے۔عُرفِ عام میں بھی اسے تقلید نہیں سمجھا جاتا کیونکہ دیوبندیوں و بریلویوں کے عوام اپنے مولویوں سے مسئلے پوچھتے اوران پر عمل کرتے ہیں اور یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ وہ اپنے فلاں فلاں مولوی، جس سے مسئلہ پوچھا ہے، کے مقلد ہو گئے ہیں۔

سوال (۱۷): کیا استاد کے پاس پڑھنا تقلید ہے؟

جواب: استاد کے پاس پڑھنا تقلید نہیں ہے اور نہ اسے کسی نے تقلید کہا ہے۔مثلاً غلام اللہ خان دیوبندی کے پاس پڑھنے والے شاگردوں کو کوئی دیوبندی بھی غلام اللہ خان کے مقلدین نہیں کہتا، بلکہ اپنا ہم عقیدہ دیوبندی یا حنفی کا حنفی ہی سمجھتا ہے۔

سوال (۱۸): آیت ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ﴾ (لقمان:۱۵) کا کیا ترجمہ ومفہوم ہے؟

جواب: ترجمہ: اور اتباع کر اس کے راستے کی، جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔
مفہوم: اتباع کی دو قسمیں ہیں:

① اتباع بادلیل

② اتباع بے دلیل

یہاں اتباع بادلیل مراد ہے جو کہ تقلید نہیں ہے۔ یہ دعویٰ کرنا کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو غیر نبی کی، بے دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند تقلید کا حکم دیا ہے، انتہائی باطل اور جھوٹی بات ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں :
"يعني المؤمنين" یعنی تمام مومنین کے راستے کی اتباع کر (تفسیر ابن کثیر ۱۰۶/۵)
لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے۔ والحمدللہ

سوال (۱۹): آیت ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (الفاتحہ:۶، ۷) کا ترجمہ ومفہوم کیا ہے؟

جواب: ترجمہ: (اے اللہ) ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے، اُن لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تُو نے انعام کیا ہے۔

مفہوم: یہاں پر تمام ربانی انعام یافتہ لوگوں کے راستے کا ذکر ہے، بعض انعام یافتہ کا نہیں، لہٰذا اس آیتِ کریمہ سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہوا۔ یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ربانی انعام یافتہ (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) کا راستہ اللہ اور رسول کی اطاعت ہے، آنکھیں بند کر کے، کسی غیر نبی کی بے دلیل و بے حجت پیروی نہیں، لہٰذا اس آیت سے بھی تقلید کا رد ہی ثابت ہے۔ والحمد للہ

سوال (۲۰): آیت ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (النسآء:۵۹) کا ترجمہ و مفہوم کیا ہے؟

جواب: ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی (اطاعت کرو) پس اگر کسی چیز میں تمھارا تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر اور اچھا طریقہ ہے۔

مفہوم: اس آیت میں اولی الامر سے مراد دو گروہ ہیں:

① امراء (تمام امراء)

② علماء (تمام علماء)

تمام علماء کی بادلیل اطاعت کا مطلب اجماع پر عمل ہے۔ لہٰذا اس سے تقلید ثابت نہ ہوئی، آیت کے دوسرے حصے سے صاف ظاہر ہے کہ تقلید حرام ہے کیونکہ تمام اختلافات و تنازعات میں کسی عالم یا فقیہ کی طرف رجوع کا حکم نہیں بلکہ صرف اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف رجوع کا ہی حکم ہے۔ (ختم شد والحمد للہ ۱۲/صفر ۱۴۲۶ھ)

☆☆☆

تقلیدِ شخصی کے نقصانات

اب اس تحقیقی کتاب کے آخر میں تقلیدِ شخصی کے چند اہم ترین نقصانات پیشِ خدمت ہیں:

۱: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے مثلاً:

کرخی حنفی (تقلیدی) کہتے ہیں: ''اصل یہ ہے کہ ہر آیت جو ہمارے ساتھیوں (فقہاءِ حنفیہ) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کر لی جائے۔'' (اصول کرخی ص ۲۹، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۲۹)

۲: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے احادیثِ صحیحہ کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے مثلاً:

کرخی مذکور لکھتے ہیں: ''**الأصل أن کل خبر یجيء بخلاف قول أصحابنا فإنه یحمل علی النسخ أو علٰی أنه معارض بمثله ثم صار إلٰی دلیل آخر**''

(ہمارے نزدیک) اصل یہ ہے کہ ہر حدیث جو ہمارے ساتھیوں (فقہاءِ حنفیہ) کے قول کے خلاف ہے تو اسے منسوخ یا اس جیسی دوسری روایت کے معارض سمجھا جائے گا پھر دوسری دلیل کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ (اصول کرخی ص ۲۹، اصل: ۳۰)

یوسف بن موسیٰ الملطی الحنفی کہتا تھا: ''جو شخص امام بخاری کی کتاب (صحیح بخاری) پڑھتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔'' (شذرات الذہب ج ۷ ص ۴۰، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۷۵)

۳: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے کئی مقامات پر اجماع کو رد کر دیا جاتا ہے مثلاً:

خیر القرون میں اس پر اجماع ہے کہ تقلیدِ شخصی ناجائز ہے۔ (دیکھئے النبذۃ الکافیہ ص ۷۱، اور دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۴، ۳۵) مگر مقلدین حضرات دن رات تقلیدِ شخصی کا راگ الاپ رہے ہیں۔

۴: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے سلف صالحین کی گواہیوں اور تحقیقات کو رد کر کے بعض اوقات علانیہ ان کی توہین بھی کی جاتی ہے مثلاً:

حنفی تقلیدیوں کی کتاب اصولِ شاشی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اجتہاد اور فتویٰ کے درجے

سے باہر نکال کر اعلان کیا گیا ہے: ''وعلیٰ هٰذا ترک أصحابنا رواية أبي هريرة ''
اور اسی (اصول) پر ہمارے ساتھیوں نے (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی (رسول اللہ ﷺ سے
بیان کردہ) روایت کو ترک کر دیا ہے۔ (اصول الشاشی مع احسن الحواشی ص ۷۵)
ایک حنفی تقلیدی نوجوان نے صدیوں پہلے، بغداد کی جامع مسجد میں کہا تھا:
''أبو هريرة غير مقبول الحديث'' ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث قابلِ قبول نہیں ہے۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۱۹، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۵۳۸، حیوۃ الحیوان للدمیری ج ۱ ص ۳۹۹)

۵: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے آلِ تقلید یہ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ مجید کی دو آیتوں میں تعارض واقع ہوسکتا ہے مثلاً:

ملا جیون حنفی لکھتا ہے: '' لأن الآيتين إذا تعارضتا تساقطتا '' کیونکہ اگر دو آیتوں میں تعارض ہو جائے تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں۔ (نور الانوار مع قمر الاقمار ص ۱۹۳)

حالانکہ قرآنِ مجید کی آیات میں کوئی تعارض سرے سے موجود نہیں ہے اور نہ قرآن واحادیثِ صحیحہ کے درمیان کسی قسم کا تعارض ہے۔ والحمد للہ

۶: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے آلِ تقلید نے اپنے تقلیدی بھائیوں پر فتوے تک لگا دیئے مثلاً:

محمد بن موسیٰ البلاساغونی حنفی سے مروی ہے کہ اس نے کہا:
'' لو كان لي أمر لأخذت الجزية من الشافعية '' اگر میرے پاس اختیار ہوتا تو میں شافعیوں سے (انہیں کافر سمجھ کر) جزیہ لیتا۔ (میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۵۲)

عیسیٰ بن ابی بکر بن ایوب الحنفی سے جب پوچھا گیا کہ تم حنفی کیوں ہو گئے ہو جب کہ تمھارے خاندان والے سارے شافعی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ گھر میں ایک مسلمان ہو۔! (الفوائد البہیہ ص ۱۵۲، ۱۵۳)

حنفیوں کے ایک امام السفکر دری نے کہا: '' لا ينبغي للحنفي أن يزوج بنته من شافعي المذهب ولكن يتزوج منهم '' حنفی کو نہیں چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی شافعی مذہب والے سے کرے لیکن وہ اس (شافعی) کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ علیٰ ہامش فتاویٰ عالمگیریہ ج ۴ ص ۱۱۲) یعنی شافعی مذہب والے (حنفیوں کے نزدیک) اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے حکم میں ہیں۔ دیکھئے البحر الرائق (ج ۲ ص ۴۶)

۷: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے حنفیوں اور شافعیوں نے ایک دوسرے سے خونریز جنگیں لڑیں۔ ایک دوسرے کو قتل کیا، دکانیں لُوٹیں اور محلے جلائے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے یاقوت الحموی (متوفی ۶۲۶ھ) کی معجم البلدان (ج ۱ ص ۲۰۹ ''اصبہان'' ج ۳ ص ۱۱۷ ''ري'') تاریخ ابن اثیر (الکامل ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنۃ ۵۶۱ھ)

حنفیوں اور شافعیوں کی باہم ان شدید لڑائیوں اور قتل و قتال کے باوجود اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ''اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ، شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ ہمیشہ صلح واتحاد رہا'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲) !!

۸: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے آدمی حق وانصاف اور دلیل نہیں مانتا بلکہ اپنے مزعوم امام کی اندھا دھند بے دلیل پیروی میں سرگرداں رہتا ہے۔ ایک صاحب نے ایک حدیث کو قوی (یعنی صحیح) تسلیم کر کے، اس کے جواب میں چودہ سال لگا دیئے۔ دیکھئے العرف الشذی (ج ۱ ص ۱۰۷) اور ''دین میں تقلید کا مسئلہ'' (ص ۲۶)

محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں:

''الحق والإنصاف أن الترجيح للشافعي في هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة''

حق وانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۳۶، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۲۴)

احمد یار نعیمی بریلوی نے کہا:

''کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قولِ امام ہے...''

(جاء الحق ج ۲ ص ۹، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۲۶)

۹: تقلیدِ شخصی کی وجہ سے جامد و غالی مقلدین نے بیت اللہ میں چار مصلے بنا ڈالے تھے

جن کے بارے میں رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

''البتہ چار مصلی جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امر زبوں ہے کہ تکرار جماعات و افتراق اس سے لازم آ گیا کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے اور شریک جماعت نہیں ہوتی اور مرتکب حرمت ہوتے ہیں۔'' (تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۷)

۱۰: تقلید کی وجہ سے تقلیدی حضرات اپنے مخالفین پر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتے بلکہ کتاب وسنت پر بھی دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتے رہتے ہیں مثلاً:

ایک صاحب نے ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ کے آخر میں [وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ] کا اضافہ کر کے یہ اعلان کیا:

''اسی قرآن میں آیۃ مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے۔'' (دیکھئے ایضاح الادلہ ص ۹۷)

اہلِ حدیث کے بارے میں اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو در بارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

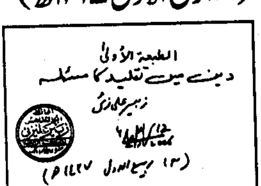
حالانکہ اہلِ حدیث کے ذمہ دار علماء و عوام میں سے کسی سے بھی متبعِ سنت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ پر ''بدعتی'' کا فتویٰ ثابت نہیں۔ ہم ہر اس شخص کو گمراہ اور شیطان سمجھتے ہیں جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتا ہے۔

ان کے علاوہ تقلید شخصی کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں مثلاً فرقہ پرستی، بدعت پرستی، غلو، شدید تعصب اور تحقیق سے محرومی وغیرہ۔

ان تمام امراض کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع پر سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں عمل کیا جائے۔ واللہ هو الموفق

حافظ زبیر علی زئی

(۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)



فہرست آیات ، احادیث و آثار

آیت ﴿ ﴾
حدیث
اثر صحابی ( )
اثر تابعی [ ]

☆☆☆